ترجمان اسلام

ہفت روزہ

لاہور

بیادگار مولانا مفتی محمود

شمارہ ۵

دستور اساسی

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

شفعہ، قصاص اور دیت

کے مسودات پر ایک نظر

۳۰ جنوری، ۵ فروری سنہ ۱۹۸۱ء

قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

ساقیِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم

شان و فضیلتِ محبوبِ داور اللہ اکبر / افضل و اکرم و اکرام و انور اللہ اکبر

بدر الدجیٰ و غیرِ انوارِ و شمس الضحیٰ / نیّرِ تاباں و انوارِ حسنا در اللہ اکبر

گمراہیوں میں، تاریکیوں میں شمعِ فروزاں / سارے جہاں کے ہادی و رہبر اللہ اکبر

صاحبِ قرآں، صالح و ناصح، خیر الخلائق / نافع و شافع، میدانِ محشر اللہ اکبر

مصحفِ رخشندہ، عارض تابندہ، چشم عنایت / حسن و صباحت مختار افسر اللہ اکبر

نازِ بلاغت و حسنِ فصاحت، اُمّی لقب ہیں / دینِ مبیں کے شارح پیمبر اللہ اکبر

مل جائے مجھ کو جامِ شفاعت روزِ جزا کو / قاسمِ تسنیم و ساقیِ کوثر اللہ اکبر

حسان و کعب و خالد و جابر تیرے ثنا خواں
تیری مدح اور الفاظِ گوہر اللہ اکبر

بہارِ خلد کی دعوت ہے تیری سیرت میں / وفا کے پھولوں کی نکہت ہے تیری سیرت میں

جہاں کا حسن ہے عزت ہے تیری سیرت میں / خلوص و درد کی لذت ہے تیری سیرت میں

خیال و فہم کی عظمت ہے تیری سیرت میں / جہانِ عشق کی دولت ہے تیری سیرت میں

نظامِ دہر کی عظمت ہے تیری سیرت میں / غریبِ شہر سے الفت ہے تیری سیرت میں

جزا کے یوم کی نعمت ہے تیری سیرت میں / خدا کے دین کی سنت ہے تیری سیرت میں

بہار و حسن کی نکہت ہے تیری سیرت میں / دیارِ عشق کی حشمت ہے تیری سیرت میں

زمانے کی زباں پر تیری الفت کے ترانے ہیں / تیرے افکار کی نکہت ہے تیری سیرت میں

ملی گوہر کو تیرے بحر کی موجوں سے تابانی
خیال و فکر کی جودت ہے تیری صورت میں

گوہر ملسیانی

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جلد نمبر ۲۳ | شمارہ نمبر ۵

جمعتہ المبارک ۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ ۶۵ روپے
ششماہی ۳۳ روپے
سہ ماہی ۱۷ روپے

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

خط و کتابت : ترجمانِ اسلام [illegible] لاہور

تین نکاتی پروگرام

پچھلے دنوں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے تین نکاتی پروگرام کا اعلان کیا جس پر ان کی حکومت عمل کرنے کی کوشش کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کو صحیح کام صحیح طریقے پر کرنا چاہیئے، ہر شخص کو تعمیری نکتہ چینی کا حق ہونا چاہیئے اور تیسرے یہ کہ ہر شخص کو فوری انصاف ملنا چاہیئے۔ صدر نے کہا کہ مجھے ہر روز قتل، ڈکیتیوں، بے حرمتیوں اور زیادتیوں کی شکایات موصول ہوتی ہیں جبکہ میں قرآن و سنّت کے مطابق معاشرے کی اصلاح اور فوری انصاف مہیّا کرنے کا تہیّہ کر چکا ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تینوں باتیں انتہائی اہم ہیں جن کا اعلان تین نکاتی پروگرام میں صدر صاحب نے کیا ہے، لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان پر فوری عملدرآمد کی ٹھوس صورت نکالی جائے جہاں تک صحیح وقت پر صحیح کام کرنے کی بات ہے تو اس سلسلے میں عرض کیا جا سکتا ہے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے صحیح افراد کا انتخاب ضروری ہے۔ غلط افراد اور ملوّث ہاتھوں سے کبھی بھی صحیح کام کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ صحیح کام کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ اس کام کو اہل اور دیانتدار افراد کے سپرد کیا جائے۔ ایسا کئے بغیر یہ امید رکھنا کہ صحیح کام صحیح وقت اور صحیح طریقے سے انجام پا جائے گا امیدِ موہوم کے مترادف ہے۔

تعمیری نکتہ چینی کے حق کی اہمیّت اور افادیت سے بھی کوئی صاحب فہم اور بالغ نظر شخص انکار کی جرأت نہیں کر سکتا۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ لوگوں میں تعمیری نکتہ چینی کرنے کا وصف پیدا کرنے کے لئے کیا کچھ کرنا چاہیئے جہاں معیارِ زندگی کی بلندی کو معیارِ عزت و شرافت سمجھ لیا گیا ہو اور ہر شخص ناعاقبت اندیشانہ انداز میں ذاتی مفادات کو ملکی، ملّی اور قومی مفادات پر ترجیح دیتا ہو وہاں تعمیری نکتہ چینی کے حق کی اہمیّت کو کیسے محسوس کیا جا سکتا ہو اور یہ حالت کسی ایک طبقے اور کسی ایک گروہ کی نہیں بلکہ اوپر سے لے کر نیچے تک آوے کا آوا ہی خراب ہے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ ذمّہ داری حکومت کی ہے کہ وہ بلا خوف و خطر عوام میں تعمیری نکتہ چینی کا حوصلہ اور شعور پیدا کرے اور عوام کو یہ مواقع فراہم کرے کہ وہ تعمیری نکتہ چینی کی ڈگر پر چل پڑیں۔ ایسا کرنے سے عوام اور حکومت دونوں کا بھلا ہوگا۔

ہر شخص کے لئے فوری انصاف کی ضرورت کو بھی نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ

[illegible] پبلشر مولانا عبیداللہ انور [illegible] لاہور

مولانا محمد اجمل خان صاحب ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان

حاصل مطالعہ

علمائے ربانی اور جرأت و بیباکی

علماء نے سلاطین کے سامنے اکثر موقعوں پر حق گوئی سے کام لے کر اپنا شاندار ریکارڈ قائم کیا۔ چنانچہ علامہ سیوطی رہ تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ علماء کی ایک جماعت نے سلطان بیبرس کی مرضی کے مطابق فتویٰ دیا تو شیخ محی الدین نووی نے اُس کے سامنے کھڑے ہو کر کہا انہوں نے تمہارے لئے جھوٹا فتویٰ دیا ہے۔

امام نووی رح کی بیباکی

علامہ سیوطی رہ لکھتے ہیں۔ جب سلطان بیبرس تاتاریوں کے برخلاف لڑنے کے لئے شام روانہ ہوا تو اس نے علماء سے یہ فتویٰ حاصل کر لیا کہ دشمن سے جنگ کرنے کے لئے زبردستی رعایا کا مال حاصل کرنا جائز ہے۔ شام کے علماء اور فقہاء نے اس کے حق میں فتویٰ دیا تو اس نے پوچھا کوئی اور عالم فتویٰ دینے والا باقی ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں شیخ محی الدین نووی رح رہ گئے ہیں۔ اس نے انہیں بلا کر اُن سے کہا:

"تم بھی فقہاء کرام کے ساتھ فتوے پر دستخط کر دو۔"

انہوں نے انکار کیا تو اُس نے پوچھا:

"تم کیوں انکار کر رہے ہو؟"

وہ بولے: "مجھے معلوم ہے کہ تم امیر بندقدار کی غلامی میں تھے اور تمہارے پاس مال و دولت نہ تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا اور تمہیں بادشاہ بنا دیا۔ میں نے سُنا ہے کہ تمہارے پاس ایک ہزار غلام ہیں اور ہر غلام کے سنہری پٹکے ہیں، اور تمہارے پاس دو سو لونڈیاں ہیں اور ہر لونڈی کے پاس زیورات کے صندوقچے ہیں۔ اگر تم یہ مال و دولت صرف کر لو اور تمہارے غلام سنہری پٹکوں کے بجائے اُونی پٹکے باندھیں اور لونڈیوں کے پاس صرف کپڑے رہ جائیں اور زیورات نہ رہیں تو میں اس وقت رعایا کا مال حاصل کرنے کا فتویٰ دوں گا۔"

سلطان ظاہر ان کی گفتگو سے ناراض ہو گیا اور کہنے لگا۔ "میرے شہر سے نکل جاؤ۔" شہر سے مراد دمشق تھا۔

وہ بولے: بہت بہتر۔ پھر وہ نوی اپنے وطن چلے گئے۔ فقہاء نے کہا یہ ہمارے بڑے عالم اور بزرگ شخصیت ہیں بلکہ ہمارے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ اس لئے آپ انہیں دمشق واپس بلوا لیں۔ اس پر اُس نے انہیں واپس آنے کا حکم دیا مگر وہ نہیں آئے اور کہنے لگے "جب تک ظاہر شاہ ہیں، میں وہاں نہیں آؤں گا۔ اس واقعہ کے ایک مہینے بعد سلطان ظاہر کا انتقال ہو گیا۔

ابن قیم صہ ۴۲

٭ ٭ ٭

علامہ جلال الدین محقق دوانی اپنی کتاب اخلاق جلالی میں لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ سلطان ملک شاہ سلجوقی کے حکم کے مقابلہ میں امام الحرمین نے منادی کرا دی کہ سلطان کا حکم غلط ہے اور وہ حکم دینے کا منصب نہیں رکھتا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رمضان المبارک کی انتیسویں تاریخ کو عید الفطر کے سبب سے سلطان نے اپنا ملکی دورہ ملتوی کر دیا، اور دارالسلطنت نیشاپور میں قیام فرمایا اور شام کے وقت مع ارکانِ دولت چاند دیکھنے میں مصروف ہوا۔ لوگوں کی نگاہوں نے آسمان کو چھان مارا۔ لیکن ہلالِ عید نے مشتاقانِ عید کو اپنا چہرہ نہ دکھایا، مگر بعض مصاحبین نے انتیس کو عید کرنے کی ٹھان لی۔ غلط سلطانوں کی بنیاد پر سلطان سے کہہ دیا کہ حضور چاند نکل آیا ہے، اور سلطان کو رؤیت ہلال کا یقین دلا کر تمام شہر میں منادی کرا دی کہ کل عید ہے۔ امام الحرمین کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے دوسری منادی کا بایں الفاظ حکم دیا:

"ابو المعالی کہتا ہے کہ "کل عید نہیں بلکہ روزہ ہے۔ جو میرے فتوے پر عمل کرنا چاہتا ہے اسے لازم ہے کہ وہ کل پھر روزہ رکھے۔"

قبل از وقت عید کی خوشی منانے والوں نے جب مفتی شرع کی منادی سنی تو سلطان کی خدمت میں بطور وفد حاضر ہوئے اور بُرے عنوان سے منادی کے الفاظ کا اعادہ کیا اور سلطان کو باور کرایا کہ مفتی صاحب کے عزائم اور خیالات سلطنت کے متعلق خیر خواہانہ نہیں ہیں اور عوام ان کے معتقد ہیں۔ اگر حضور کے حکم کے مطابق کل عید نہ ہوئی تو یہ بہت بڑی توہین اور ذلت

ترتیب: مولانا زاہد الراشدی

شفعہ، قصاص اور دیت کے مسوّدات پر ایک نظر

نظام العلماء پاکستان کے ناظم عمومی مولانا محمد اجمل خان کی دعوت پر علماء کرام کا اجلاس ۱۰ جنوری تا ۱۴ جنوری ۱۹۸۴ء مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور اور جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں منعقد ہوا جس میں قصاص و دیت اور شفعہ کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کے جاری کردہ مسودات قانون زیر غور آئے جو غالباً ۱۲ ربیع الاول کو نافذ کئے جانے والے ہیں۔

مسودات قانون پر غور وخوض کے دوران اس امر کی ضرورت شدت سے ساتھ محسوس کی گئی کہ ان اسباب ووجوہ کو بھی زیر بحث لایا جائے جو اسلامی قوانین پر مؤثر عملدرآمد کی راہ میں حائل ہیں، کیونکہ دو سال قبل صدر مملکت نے پاکستان قومی اتحاد کے اشتراک سے سرقہ، زنا اور قذف کے بارے میں جن شرعی قوانین کے نفاذ کا اعلان کیا تھا ان پر عملدرآمد کی کوئی نظیر اس وقت تک قوم کے سامنے نہیں آئی، اور معاشرہ میں شرعی قوانین کے مثبت ثمرات مرتب ہونے کے بجائے منفی نتائج اس صورت میں ظاہر ہوئے ہیں کہ لادین عناصر کو اسلامی نظام کی افادیت کے بارے میں منفی گفتگو کا حوصلہ ملا ہے۔ اسلامی قوتیں اسلامی نظام کے محاذ پر پیش قدمی کے بجائے دفاعی پوزیشن اختیار کرنے پر مجبور ہو گئی ہیں اور پوری دنیا بالخصوص دنیائے اسلام جو پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے عمل پر نظریں لگائے ہوئے ہے اس کے تاثرات منفی رخ کی طرف مڑتے نظر آ رہے ہیں۔ ان حالات میں اسلامی نظام کی عملداری کے خواہشمند عناصر خصوصاً علماء کرام کا اضطراب ایک فطری امر ہے بالخصوص وہ علماء حق جنہوں نے وطن عزیز کی آزادی کے لئے صدیوں پر محیط صبر آزما جدوجہد کی اور آزادئ وطن کے علاوہ دینی علوم وروایات اور عقائد واقدار کے تحفظ اور اسلام کی عملداری کے لئے نسل در نسل قربانیاں دیں۔ ان کے لئے یہ صورتحال جس کرب والم کا باعث ہے اس کی سنگینی اور شدت کو الفاظ کے دائرہ میں نہیں سمیٹا جا سکتا۔ اسی بنا پر نظام العلماء پاکستان نے یہ طے کیا ہے کہ مسودات قانون کے بارے میں رائے کا اظہار کرنے کے ساتھ ساتھ ان امور کی بھی دوٹوک انداز میں نشاندہی کی جائے جو اسلامی قوانین پر عملدرآمد کی راہ میں حائل ہیں تاکہ اداءِ فرض اور اتمام حجت کے شرعی اور اخلاقی تقاضہ کی تکمیل ہو سکے۔ اس لئے مولانا عبید اللہ انور، مولانا محمد اجمل خان اور مولانا سید حامد میاں کی زیر صدارت منعقد ہونے والے علماء کرام کے اجلاسوں کی بحث وتمحیص اور غور وفکر کے نتائج کو مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل کونسل کی وساطت سے حکومت پاکستان، قومی ودینی راہ نماؤں اور عوام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

- شرعی قوانین پر عملدرآمد کی راہ میں رکاوٹیں
- شفعہ کے مسودہ قانون میں چند اصلاحات
- قصاص ودیت کے مسودہ قانون میں چند اصلاحات۔

عملدرآمد کی راہ میں رکاوٹیں:

شرعی قوانین پر عملدرآمد کی مجموعی صورتحال اور دو سال قبل نافذ کئے جانے والے قوانین کے سلسلے میں پیش رفت کے عملی ونفسیاتی نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے بنیادی طور پر جو نکتہ غور وفکر کا محتاج ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا عادلانہ نظام معاشرہ میں تدریج ونفاذ کے ذریعہ بدیشی حکمرانوں کے نافذ کردہ نوآبادیاتی نظام کی جگہ لے رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا تبدیلی کا یہ عمل اسی عدالتی وانتظامی مشینری کے ہاتھوں انجام پانا چاہیئے جو نوآبادیاتی نظام کے نفاذ واستحکام کے لئے تشکیل پائی تھی؟ اور کیا اس سوال کے مثبت جواب کو کسی بھی منطقی اور اخلاقی اصول کی رو سے معقول قرار دیا جا سکتا ہے؟

اصل قصہ یہ ہے کہ نوآبادیاتی نظام ناکامی کا سرٹیفکیٹ لے کر معاشرہ سے رخصت ہو رہا ہے اور اس کی جگہ لینے کے لئے اسلام اور کمیونزم آگے بڑھ رہے ہیں۔ اب وہ طبقہ جس نے معاشرہ میں نوآبادیاتی نظام کی ترویج واستحکام کے لئے پوری وفاداری کے ساتھ خدمت کی ہے بظاہر تو یہ چاہتا ہے کہ اسلامی نظام پرانے نظام کی جگہ لے۔ لیکن تبدیلی کا یہ عمل خود اسی کے ہاتھوں انجام پائے تاکہ نئے نظام پر اس کی گرفت قائم رہے اور اس کے مفادات اور معاشرتی حیثیت ومقام کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ ہو۔ دوسری طرف کمیونسٹ عناصر بھی اسی

داؤ پر ہیں کہ اگر یہاں اسلام نے آنا ہی ہے تو وہ دینی حلقوں اور علماء کرام کی بجائے بیوروکریسی کے ذریعہ آئے کیونکہ نوآبادیاتی انتظامیہ کے نافذ کردہ اسلام سے نمٹنا کمیونزم کے لئے کچھ زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔

نوآبادیاتی نظام کی انتظامی و عدالتی مشینری اس امر سے بے پروا ہو کر کہ اس کے ہاتھوں اسلام کی ناکامی کے بعد کمیونزم کی جو یلغار ہوگی اس میں اس کا اپنا حشر کیا ہوگا محض اپنے طبقاتی مفادات، گروہی انا اور اجارہ داری کے تحفظ کے لئے اس بات پر مُصر ہے کہ اسلام اگر نافذ ہوگا تو اسی کے ہاتھوں نافذ ہوگا۔ اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے ہماری رائے ہے کہ بدیشی حکمرانوں کے دور میں نوآبادیاتی مقاصد کے لئے تشکیل دی ہوئی عدالتی و انتظامی مشینری پر اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اگر حکومت اس سلسلہ میں اعتماد کی فضا قائم کرنے میں مخلص ہے تو اس کے لئے کم از کم مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں:

- انتظامیہ اور عوام کے درمیان اجنبیت اور رعب و داب کی دیوار گرانے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں اور افسران و حکام تک رسائی میں حائل رکاوٹیں یکسر ختم کر دی جائیں۔

- انتظامیہ اور عام آدمی کے درمیان معیارِ زندگی کی تفاوت کو کم سے کم کر کے خلافت راشدہ کے اصولوں کی روشنی میں تمام افسران کے معیارِ زندگی کو عام آدمی کے معیار زندگی سے قریب تر کرنے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔

- عام معاشرہ میں بھی معیار زندگی کے لحاظ سے درجہ بندی کے خاتمہ اور خلافت راشدہ کی طرز پر غیر طبقاتی معاشرہ کی تشکیل کو اپنی منزل قرار دیا جائے۔

- انتظامیہ کے چھوٹے بڑے تمام افسران کے لئے اہلیت، سادگی اور فرض شناسی کے ساتھ ساتھ بنیادی دینی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے اور موجودہ افسران و عملہ کو خصوصی کورسز کے ذریعے دینی تعلیم کا خلا پُر کرنے کا پابند کیا جائے نیز خلافت راشدہ کے انتظامی طریق کار کو سامنے رکھتے ہوئے افسران کی عملی تربیت کا بھی اہتمام کیا جائے۔

- تمام عدالتی مناصب کے لئے دیگر قانونی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت اور فقہ کے باضابطہ علم کو ضروری بنیاد قرار دیا جائے اور جب تک دونوں قسم کی تعلیم سے بہرہ ور رجالِ کار مطلوبہ تعداد میں میسّر نہیں آتے عبوری مدت کے لئے ہر سطح پر جج کے ساتھ ایک باضابطہ عالم دین کو مساوی طور پر عدالت کا رکن بنایا جائے اور شرعی معاملات میں اس کی رائے کی فوقیت کو قانوناً تسلیم کیا جائے۔

- تمام مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کی بنیاد پر اسلامی نظریاتی کونسل کی از سرِ نو تشکیل کی جائے اور کونسل کو ایسے تمام ضروری اختیارات دیئے جائیں کہ اس کے فیصلوں کے نفاذ میں بیوروکریسی رکاوٹ نہ بن سکے۔

- شرعی عدالتوں، فوجی عدالتوں اور فرنگی قوانین کی عدالتوں کی صورت میں تین متوازی نظام ہائے قانون کی کارفرمائی اور قانون کے سہ طرفہ عمل کو یکسر ختم کر کے صرف اور صرف شرعی قوانین کو معاشرہ میں عملداری کا موقع دیا جائے۔

- ریڈیو، ٹی۔وی، سنیما، اخبارات و جرائد اور ابلاغ کے دیگر تمام ذرائع کو ایسے پروگراموں اور مواد سے پاک کرنے کے لئے ٹھوس اور جراتمندانہ اقدامات کئے جائیں، جن کے ذریعہ جنس اور رومان کے جذبات اُبھار کر جرائم کی تخم ریزی اور آبیاری کی جاتی ہے اور جرائم و قتل و غارت کے مناظر دکھا کر جرائم کی عملی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

- پولیس کے شعبہ کی طرف خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ وہ قانون کے نفاذ کا سب سے زیادہ ذمہ دار ادارہ ہے۔ پولیس ملازمین کی تنخواہوں کا معیار بہتر کر کے اور دیگر اسباب دُور کر کے رشوت اور بدعنوانی کے خاتمہ کے لئے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

تلک عشرۃ کاملہ

۲۔ شفعہ کے مسودہ قانون میں چند اصلاحات

۱۔ تعریفات کی شق ۲ اور شق ۴ میں بیع کی جن اقسام کو حق شفعہ سے مستثنیٰ کیا گیا ہے، ان کی استثناء مطلقاً درست نہیں ہے۔

۲۔ شق ۳ میں جملہ کھاتہ دخیل کار کی قائمی سے وضاحت طلب ہے۔

۳۔ دفعہ ۷ کی مثال میں جملہ ایسا مکان میں مکان کی بجائے زمین کا لفظ زیادہ مناسب حال ہے

۴۔ دفعہ ۱۷ کے تحت شفیع کی موت کی صورت میں حق شفعہ ورثاء کو منتقل کیا گیا ہے جبکہ فقہ حنفی کی رو سے قاضی کے فیصلہ سے قبل شفیع کی موت کی صورت

اللہ والوں کی دنیا

حافظ ارشاد احمد دیوبندی

سیدنا حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کان اماماً فقیهاً مجتهداً عارفاً حافظاً کبیر الشان

بیماری اور وفات

منقول ہے کہ کسی صاحب نے حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہا کہ حضرت کاش آپ کا دار الخلافہ مدینہ طیبہ میں ہوتا اور آپ کا انتقال بھی مدینہ ہی میں ہوتا، تب آپ کو روضۂ مقدسہ میں چوتھی خالی جگہ پر دفن کیا جاتا۔ یہ سن کر آپ نے تاسفاً ایک آہ نکالی اور فرمایا کہ:

"عذاب جہنم کے علاوہ اگر سب عذاب بھی مجھے دیئے جاتے، مگر یہ بتا دیا جاتا کہ تو اس جگہ دفن ہونے کا اہل ہے یا نہیں تو خدا کی قسم مجھے یہ منظور تھا۔"

جب دیئے گئے زہر نے اپنا کام شروع کر دیا اور آپ بستر مرگ پر تھے تو کسی نے کہا کہ امیرالمؤمنین! آپ علاج کیوں نہیں کراتے؟

فرمایا "صرف پھول کی خوشبو سے بھی مجھے شفا کی توقع ہو تب بھی یہ خوشبو سونگھ کر شفایاب ہونا میں نہیں چاہتا اس لئے کہ زہر کی موت شہادت کی موت ہوا کرتی ہے۔"

ویسے بھی عادت مبارک تھی کہ اکثر موت کو یاد کر کے زار و قطار رویا کرتے تھے۔ حسب عادت اسی طرح ایک شب (عشاء سے صبح تک) روتے رہے اور صبح کو آپ نے ایک دوست سے فرمایا کہ آج ساری رات میں روتا رہا ہوں اور یہ سوچتا رہا ہوں کہ انسان کتنا بے وقوف ہے کہ اس بے حقیقت اور فانی زندگی پر فخر و غرور کرتا ہے، مگر قبر میں جانے کے تین یوم بعد اس کی لاش کو دیکھو تو طبیعت کو سخت نفرت اور کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اس میں کیڑے مکوڑے رینگ رہے ہوں گے، پیپ اور خون سے قبر بھری ہوئی ہوگی اور لاش کی بدبو سے دماغ اسے برداشت نہیں کر سکے گا۔ یہ ہے متکبر و مغرور انسان کا مآل کار۔ اور یہ ہے غرور کا انجام!" یہ کہہ کر آپ پر پھر بھی شدت احساس کا غلبہ ہوا جس کے باعث آپ بچوں کی طرح رونے لگے اور روتے روتے آپ کی ہچکی بندھ گئی اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ایک مشہور تابعی کا قول بھی آپ کی سیرت کی کتابوں میں منقول ہے کہ میں نے خواجہ حسن بصریؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ سے زیادہ کسی انسان کو موت، حشر اور قیامت کے خوف سے روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ایک بار آپ ایک قافلے کے ساتھ سفر فرما رہے تھے۔ اس قافلہ میں سے بعض لوگوں نے اپنے غلاموں کے ذریعہ منزل مقصود کے لئے اپنے بستر وغیرہ روانہ کر کے جگہ حاصل کر لی اور بعض نے ایسا نہ کیا۔ جب منزل مقصود کو یہ قافلہ پہنچا تو جن لوگوں نے اپنا سامان اور بستر وغیرہ نہ بھیجے تھے ان کو بہت مشکل پیش آئی۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضرت عمر ثانیؒ نے قیامت کے متعلق ایک تقریر فرمائی اور فرمایا یہی حال مسافرانِ عدم کا بھی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے نیک اعمال آگے بھیج دیئے وہ وہاں آرام سے رہیں گے اور جن لوگوں نے نہیں بھیجے وہ وہاں تکلیف اٹھائیں گے۔

خدا خوفی کا انجام

عبدالرحمنؒ نامی ایک صاحب راوی ہیں کہ جب ہشام بن عبدالملک کا انتقال ہوا تو اس نے گیارہ بیٹے اپنے وارث چھوڑے۔ اس کی جائیداد جس وقت تقسیم ہوئی تو ہر لڑکے کے حصہ میں دس لاکھ درہم آئے۔ مگر اس کے باوجود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کا ایک لڑکا بازار میں بھیک مانگ رہا تھا اور لوگ اسے صدقہ و خیرات دے رہے تھے۔ دوسری طرف جب عمرؓ بن عبدالعزیز کی وفات ہوئی تو انہوں نے باوجود عظیم الشان ہونے کے صرف سترہ دینار ترکہ چھوڑا ان میں سے دو دینار راہب کو قبر کی زمین کے عوض دیئے گئے۔ پانچ دینار کفن دفن وغیرہ میں خرچ ہوئے۔ باقی صرف دس دینار رہ گئے تھے جو چار بیویوں اور سولہ (16) بیٹوں میں تقسیم ہوئے۔ مگر میں نے دیکھا کہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو اس کثرت سے مال دنیا کہ آپ کے ایک بیٹے نے ایک بار ایک سو اعلیٰ نسل کے گھوڑے مع ساز و سامان کے جہاد میں اپنی طرف سے پیش کئے۔ آپ

حضرات بھی ان دونوں واقعات پر غور فرمائیں جو لوگ جائز و ناجائز کی قید سے علیحدگی اختیار کرکے اولاد کے لئے بہت ساری دنیا چھوڑ دنیا فرض میں سے بھی زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ ان کیلئے یہ واقعہ درس عبرت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کے مقدر میں جو دانہ اور پانی کا ایک گھونٹ بھی لکھا ہے۔ اس سے کوئی کسی کو ہرگز محروم نہیں کر سکتا۔

موت سے متعلق چند احادیث

علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ موت بالکل مٹ جانے اور فنا ہو جانے کا نام نہیں بلکہ موت کے یہ معنی ہیں کہ روح کا لگاؤ بدن سے چھوٹ جائے اور روح و بدن میں جدائی ہو جائے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے یا صرف اسٹیج تبدیل ہو جائے۔ اسی لئے حضرت سیدنا عمرؓ بن عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ:

"اے لوگو تم لوگ فنا ہو جانے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ تم لوگ ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ ہاں تم ایک گھر سے دوسرے گھر ضرور جاؤ گے۔ اسی لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مؤمن کا تحفہ موت ہے" اور موت مومن کے لئے پھول اور خوشبو ہے۔

(یعنی مرغوب چیز ہے)

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت مفت کی چیز ہے، مال عقل تحفہ ہے، وزنا دانی گمراہی ہے اور ظلم شرمندہ کرنے والا ہے۔ عبادت آنکھ کی ٹھنڈک ہے اور اللہ تعالےٰ کے خوف سے رونا نجات ہے آگ جہنم سے اور ہنسنا بدن کی خرابی ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا مثل اس شخص کے ہے جو بے گناہ ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

۲۔ حضرت محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزوں کو اولادِ آدم مکروہ جانتے ہیں۔ ایک موت کو (حالانکہ موت اس کے واسطے فتنہ سے بہتر ہے) دوسری مفلسی کو (حالانکہ مفلسی حساب دینے کے لئے آسان ہے)۔

⁂ ⁂ ⁂

۳۔ حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آرام پانے والا ہے یا اس سے دوسروں کو آرام ملا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کیا مراد ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن مرنے کے بعد دنیا کی تکالیف اور مصائب سے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے آرام پاتا ہے اور بدکار کے مرنے سے شہر اور اللہ تعالےٰ کے بندے، جانور اور درخت آرام پاتے ہیں۔ (یعنی اس کی بدکاری اور ظلم سے کہ عالم میں فساد پیدا ہوتا ہے اور انتظام عالم میں خلل ہوتا ہے اور بدکار اللہ کا دشمن ہے۔ اس کے سبب سے زمین کو اور جو کچھ زمین پر ہے آدمی۔ جانور۔ درخت وغیرہ سب کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کی بدکاری سے زمین سے پانی نہیں برستا اور سب کا رزق بھی کم ہو جاتا ہے۔)

⁂ ⁂ ⁂

۴۔ حضرت زسدہؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چیزوں کو اولادِ آدم محبوب رکھتے ہیں۔ ایک حیات کو (حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے) دوسرے کثرت مال کو (حالانکہ مفلسی حساب دینے کے لئے آسان ہے)۔

⁂ ⁂ ⁂

۵۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے اور قبر اس کے لئے امن کی جگہ ہے جنت اس کے لئے رہنے کی جگہ ہے۔ اے ابوذرؓ دنیا کافر کے لئے جنت ہے (یعنی کافر کو دنیا کے پتہ پتہ سے وابستگی ہوتی ہے اور خزاں سے غافل ہو کر اس کی عارضی بہار پر مرمٹتا ہے) اور قبر اس کے لئے عذاب کی جگہ ہے اور قبر اس کے لئے رہنے کی جگہ ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

۶۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا کافر کے واسطے جنت ہے (کہ لذات و شہوات دنیویہ میں خوش و مست ہے) اور مؤمن کے واسطے قید خانہ ہے (کہ وہ ہر ہر امر میں شریعت کا لحاظ رکھتا ہے اس لئے اس کو ظاہرا تنگی ہوتی ہے) اور جب مؤمن کی روح نکلتی ہے تو اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی قید خانہ سے باہر آگیا ہو اور زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر اپنا جسم درست کرنے لگا ہو۔

⁂ ⁂ ⁂

۷۔ حضرت ربیعؓ بن خیثم سے روایت ہے کہ جن غائب چیزوں کا مؤمن انتظار کرتا ہے ان سب میں سے بہتر موت ہے اور مالکؒ بن مغول کہتے ہیں کہ مؤمن کے دل میں جو خوشی آخرت کے متعلق سب سے پہلے داخل ہوگی وہ موت ہے کیونکہ وہ اس وقت یعنی بوقت موت اللہ تعالےٰ کا انعام اور ثواب اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔

⁂ ⁂ ⁂

۸۔ حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ تم موت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور خراب ہونے کے لئے اپنی آبادی کرتے ہو اور باقی رہنے والی چیزوں کو چھوڑتے ہو۔ یاد رکھو کہ تین چیزیں جن کو تم لوگ مکروہ جانتے ہو وہ نہایت مبارک ہیں (کیونکہ ان پر جو اجر موعود ہے وہ خیر و ابقیٰ ہے) موت اور تنگ دستی اور بیماری۔ میں تنگ دستی کو دوست رکھتا ہوں تاکہ پروردگار کے لئے عاجز بنا رہوں (یعنی اللہ تعالےٰ کے حضور میں تواضع و پستی تنگ دستی کی وجہ سے اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کو

پسند ہے اس لئے مجھے تنگ دستی پسند ہے) اور موت کو دوست رکھتا ہوں تاکہ پروردگار سے ملاقات کروں (یعنے مجھے موت اس لئے پسند ہے کہ خدا کے دیدار کا اشتیاق اسی کے ذریعہ سے پورا ہو سکتا ہے نیز حالت موت میں مؤمن کو اللہ تعالے کا دیدار نصیب ہوتا ہے) اور مرض کو بھی دوست رکھتا ہوں تاکہ میرے گناہوں کا کفارہ ہو۔

⁂ ⁂ ⁂

۹۔ حضرت عبداللہ بن زکریا سے روایت ہے کہ اگر اللہ تعالے مجھ کو یہ اختیار دیں کہ میں سو برس تک زندہ رہ کر اللہ تعالے کی عبادت کروں اور یہ بھی اختیار دے کہ آج کے دن مرجاؤں تو میں یہی اختیار کروں گا کہ آج ہی مر جاؤں تاکہ اللہ تعالے اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جلد ملاقات کروں اور اللہ تعالے کے نیک بندوں سے ملوں۔

⁂ ⁂ ⁂

۱۰۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت مؤمن کے لئے گناہوں کا کفارہ ہے اور فرمایا کہ جب مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے، کانٹا چبھے یا اس سے زیادہ تو اللہ تعالے اس کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے پس تم کیا گمان کرتے ہو موت کی مصیبت کے بارے میں جس کی ایک سختی تین سو بار تلوار مارنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (تلک عشرۃ کاملہ) نوٹ) موت و حیات سے متعلق تو ذخیرۂ احادیث میں بہت سی عجیب و غریب حدیثیں ہیں، مگر اختصار کے مدنظر احقر راقم عفاء اللہ عنہ نے صرف یہی دس حدیثیں درج کی ہیں۔ قارئین حضرات ان کو ایک بار مکرر دیکھ لیں تاکہ یہ ذہن نشین رہیں"

(ارشاد احمد دیوبندی عفاء اللہ عنہ)

موت کی حقیقت خواب میں

ایک شخص نے ایک خواب دیکھا جس نے اس کو ڈرا دیا۔ پھر اس نے متعدد حضرات سے اس کی تعبیر دریافت کی۔ بالآخر ایک بزرگ نے اس کی صحیح تعبیر اسے بتائی۔ وہ خواب احقر راقم عفاء اللہ عنہ قارئین ترجمان اسلام کی خدمت اقدس میں اسی مضمون کی مناسبت سے پیش کرتا ہے، بڑے غور سے ملاحظہ فرمایئے۔

اس صاحب نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک وسیع میدان میں موجود ہے اور ایک ببر شیر بڑی ہولناک اور ڈراونی شکل میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آرہا ہے۔ وہ شخص اس شیر سے بچنے کے لئے دوڑتا ہے، مگر جہاں بھی جاتا ہے کہیں بھی اس کے لئے جگہ پناہ کی نہیں۔ بالآخر اس کو ایک کنواں نظر آتا ہے جس کے اندر ایک درخت بھی ہے اور اس کی موٹی موٹی شاخیں اس کنوئیں میں لٹکی ہوئی ہیں۔ وہ شخص اس درخت کے ذریعہ کنوئیں میں اتر کر بیٹھ جاتا ہے، مگر اب بھی وہ شیر اس شخص کو اپنا شکار بنانے کے لئے کنوئیں کے اوپر موجود کھڑا ہے، مگر پھر بھی کچھ امن ضرور ہے۔ مگر اس کی نگاہ کنوئیں کے اندر کیا دیکھتی ہے کہ کنوئیں میں ایک بڑا اژدھا بڑا سارا منہ کھولے ہوئے اس کو اپنا شکار کرنا چاہتا ہے۔ پھر وہ ذرا اوپر اس درخت کی اوٹ میں ہو جاتا ہے۔ اب اوپر شیر ہے نیچے اژدھا ہے، مگر وہ ان دونوں سے بچنے کے لئے اس درخت کو اپنی پناہ گاہ بنائے بیٹھا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص کیا دیکھتا ہے کہ اب وہ درخت بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس کی اس موٹی موٹی شاخوں کو دو بڑے ایک سفید ایک سیاہ چوہے کاٹ رہے ہیں۔ آہ یا الٰہی اوپر شیر ہے نیچے اژدھا ہے اور جس درخت میں پناہ لے رکھی ہے اس کو بھی یہ چوہے کاٹ رہے ہیں، اب کیا کروں؟ یہ منظر دیکھ کر وہ ایک بڑی چیخ مارتا ہے۔ اس کے بعد وہ نیند سے بیدار ہو جاتا ہے۔ تب وہ اس منظر سے ہی اگرچہ اس نے یہ منظر خواب میں دیکھا ہے وہ سخت پریشان ہو جاتا ہے۔ کافی لوگوں سے رابطہ قائم کر کے اس کی تعبیر دریافت کرتا پھرتا ہے، مگر اسے لوگ اضغاث احلام" بتلا کرتے ہیں کہ "وما نحن بتاویل الاحلام" (القرآن)

یہ صرف پراگندہ خواب ہیں مگر اس کو سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے تعبیری ساتھیوں کی طرح یہ یقین ہے کہ یہ کوئی پراگندہ خواب نہیں یہ کوئی حقیقت ہے جو مجھے خواب میں دکھائی گئی ہے۔ آخر اس کو ایک مرد مؤمن مل جاتا ہے جو یہ خواب سن کر کہتا ہے کہ واقعی یہ خواب حقیقت ہے۔ اس مرد مؤمن نے بتلایا کہ وہ شیر موت کا فرشتہ ہے۔ درخت انسان کی زندگی کا درخت ہے۔ وہ دو چوہے (سیاہ و سفید) رات دن ہیں جو انسانی درخت کو کاٹ رہے ہیں جن کے کاٹے جانے کے بعد انسان کی زندگی منقطع ہو جاتی ہے اور وہ اژدھا قبر ہے جو ہر وقت منہ کھولے انسان کو کھانے کا انتظار کر رہی ہے مگر واحسرتا اور وائے افسوس کہ یہ شیر ہر وقت انسان کے اوپر کھڑا ہے۔ اژدھا ہر وقت اس کے لئے منہ کھولے بیٹھا ہے۔ اس کی زندگی کے درخت کو کاٹا جا رہا ہے۔ انسان پھر بھی لہو ولعب بدکاری اور خوف خدا سے بیزار زندگی پر مطمئن ہے اور ایسا مطمئن کہ لوگوں کے حقوق کو ناجائز چھین کر بینک بیلنس بڑھا رہا ہے۔ بدکاری اور لہو ولعب میں مشغول ہے اور نصیحت کرنے والے علماء کرام کا مذاق اڑا رہا ہے۔ جب زندگی کا درخت کٹ جائے گا تب آنکھ کھلے گی مگر

وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا
جل گیا جب کھیت برسا مینہ تو پھر کس کام کا

وفات عمر بن عبدالعزیز

سیدنا حضرت قتادہؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ولی عہد (یزید بن عبدالملک) کو ایک خط مرض الموت میں اس مضمون کا لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم

میں اس خداوند قدوس کی تعریف کرتا ہوں کہ سوائے اس کے

کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔ میں آپ کو یہ خط اپنے کرب و اضطراب کے عالم میں لکھ رہا ہوں (مجھ پر نزع کا عالم طاری ہے) میں جانتا ہوں کہ مجھ سے دنیا اور آخرت کا مالک خلافت کے بارے میں سوال کرے گا اور ناممکن ہے کہ میرا کوئی کام اس سے پوشیدہ رہا ہو۔ پس اگر وہ مجھ سے راضی ہو گیا تو میں نے فلاح حاصل کر لی اور ذلت و رسوائی سے بچ گیا اور اگر مجھ پر اس کا عتاب ہوا تو پھر میں کہیں کا بھی نہ رہا اور میں تباہ و برباد ہو جاؤں گا۔ میں اللہ تبارک تعالیٰ سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی رحمت کاملہ کے باعث عذاب دوزخ سے بچائے اور مجھ سے خوش ہو کر اور مجھ پر عظیم احسان فرما کر مجھے جنت عنایت کرے۔ اے یزید بن عبدالملک تم خدا سے ڈرنا اپنے اوپر مقدم کرو اور رعیت کی پرواہ کرو۔ تم اچھی طرح جان لو کہ میرے بعد تم بھی بہت کم روز دنیا میں رہو گے۔ والسلام

(عمر بن عبدالعزیز)

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز طبعی موت فوت نہیں ہوئے بلکہ سازش سے آپ کو زہر دیا گیا تھا۔ وہ زہر ایسا تھا کہ اس کا اثر آہستہ آہستہ رفتہ رفتہ ہوا۔ آپ اس زہر کے باعث پورے بیس روز بیمار رہے۔ ان ایام میں بھی بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے اور بالآخر اس فرشتہ صفت انسان جس کے متعلق بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ

ما ھذا بشرا ان ھذا الا ملک کریم۔

نے جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کے انتقال کی کیفیت مشہور مؤرخ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری مرحوم نے اس طرح لکھی ہے کہ :

"جب امیرالمؤمنین کے انتقال کا وقت قریب آیا تو بے چینی اور درد شریف کی شدت کے باعث تمام رات آپ کو قطعاً نیند نہ آئی۔ آپ کی بیوی بی بی فاطمہ بنت عبدالمالک بھی ساری رات بیدار رہی۔ جب صبح ہونے کو آئی تو اس نے اپنے ایک غلام کو کہا کہ امیرالمؤمنین کے پاس رہیئے۔ میں ذرا آرام کر لوں۔ اگر ضرورت پڑے تو مجھے جگا دینا۔ بی بی صاحبہؒ کو فوراً نیند آ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو فوراً اس غلام کے پاس آئی اور دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ مجھے امیرالمؤمنین نے اٹھ جانے کو کہا اس لئے میں چلا آیا۔ امیرالمؤمنین نے مجھے یہ بھی فرمایا کہ تم باہر جاؤ۔ خدا کی قسم مجھے ایسی عجیب و غریب شکلیں نظر آ رہی ہیں کہ یہ اس سے قبل میں نے کہیں نہیں دیکھیں۔ اس لئے میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے باہر چلا آیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے سنا کہ حضرت امیرالمؤمنین بلند آواز سے قرآن کریم کی آیت تلاوت فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد مجھے تو نیند آ گئی اور میں سو گیا۔ نہ معلوم آپؒ کس حال میں ہیں؟ بی بی صاحبہؒ فرماتی ہیں کہ میں یہ سن کر فوراً آپ کے کمرے میں آئی۔ دیکھا تو آپ بالکل سیدھے لیٹے ہوئے ہیں اور آنکھیں بند ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر نبض پر ہاتھ رکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کی روح قفس عنصری سے اعلیٰ علیین کو پرواز کر چکی ہے۔

آپ کی وفات ۲۵ رجب المرجب ۱۰۱ھ مطابق ۱۰ فروری ۷۲۰ء کو حمص کے علاقہ میں ہوئی۔ وہیں آپ کو سپرد خاک کر دیا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اگرچہ آپ نے صرف دو برس پانچ ماہ اور چودہ دن خلافت کی ہے مگر الحمد للہ اس قلیل عرصہ میں بھی اس دنیا کو عدل و انصاف سے معمور کر دیا۔ آپ کی چار بیویاں اور سولہ لڑکے لڑکیاں تھیں۔ آپ کی کنیت ابوحفص تھی اور عمر صرف انتالیس سال ہوئی۔ جب قیصر روم کو آپ کی وفات کا علم ہوا تو اس نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز نہایت درجہ نیک اور فرشتہ صفت انسان تھے اور اگر یسوع مسیحؑ کے بعد کسی انسان میں مردہ کو زندہ کرنے کی طاقت تھی (باذن اللہ) تو وہ بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھے۔ مجھے وہ زاہد و عابد ہرگز پسند نہیں جو صرف ایک گوشہ میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرتا ہے اور اسے دنیا و مافیہا سے کوئی غرض نہیں بلکہ میرے نزدیک اصلی اور واقعی راہب عمر بن عبدالعزیز تھا۔ تمام دنیا اس کے قدموں کے نیچے تھی۔ اسے ہر قسم کی شان و شوکت اور عظمت بھی حاصل تھی لیکن پھر بھی اس نے دنیا سے کوئی نفع نہ کمایا اور ساری عمر راہبانہ زندگی میں گزار دی۔

(بحوالہ دس بڑے مسلمان)

ہشام کا بیان ہے کہ جب آپ کی وفات کی خبر حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس دنیا کا سب سے بہترین آدمی رخصت ہو گیا ہے۔ حضرت خالد ربعیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے زبور میں لکھا ہوا ملا کہ آپ پر زمین آسمان چالیس یوم تک روئیں گے (آپ کا غم کریں گے)۔

یوسفؒ بن مالک کہتے ہیں کہ جب ہم حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کو دفن کرنے کے بعد قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے تو فضا سے ایک کاغذ آ کر گرا جس میں یہ تحریر تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امان من اللہ لعمر بن عبدالعزیز من النار

اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمرؒ بن عبدالعزیز کو آگ جہنم سے امان ہے۔

قاتل سے سلوک

مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے علالت کے زمانہ میں مجھے بلا کر دریافت فرمایا کہ میری علالت کے بارے میں لوگوں کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ پر سحر کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ مجھے زہر دیا گیا ہے اور جس وقت دیا ہے اور جس نے دیا ہے وہ بھی مجھے معلوم

دستورِ اساسی

نظام العلماء پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دفعہ ۱

اس تنظیم کا نام "نظام العلماء پاکستان" ہوگا۔ اس کا مرکزی دفتر "لاہور" اور صوبائی تنظیموں کا دفتر صوبوں کے صدر مقام پر ہوگا یا جہاں صوبائی مجلس عمومی تجویز کرے گی۔

دفعہ ۲

اغراض و مقاصد:

نظام العلماء پاکستان کے اغراض و مقاصد حسبِ ذیل ہوں گے:۔

۱۔ (الف) علماء اسلام کو ایک مرکز پر مجتمع کرکے اقامتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے لئے منظم جدوجہد کرنا اور اس مقصد کے لئے علماء دین کی رہنمائی میں مسلمانوں کی منتشر قوتوں کو جمع کرنا۔

(ب) اسلام، مرکز اسلام یعنی حجاز، جزیرۃ العرب اور شعائر اسلام کی حفاظت کرنا۔

۲۔ قرآن مجید، احادیث نبویہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کی روشنی میں نظامِ حیات کے تمام شعبوں میں مسلمانوں کی دینی رہنمائی کرنا۔

۳۔ اسلامی عادلانہ نظام کے لئے ایسی کوشش کرنا جس سے باشندگانِ پاکستان ایک طرف انسانیت کش سرمایہ داری اور دوسری طرف الحاد آفرین اشتراکیت کے مضر اثرات سے محفوظ رہ کر فطری معاشرتی نظام کی برکتوں سے مستفید ہوسکیں۔

۴۔ مملکت پاکستان میں ایک ایسے جامع اور ہمہ گیر نظامِ تعلیم کی ترویج و ترقی کے لئے سعی کرنا، جس سے مسلمانوں میں خشیت الٰہی، خوفِ آخرت اور پابندی ارکانِ اسلام کے علاوہ فریضۂ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی انجام دہی کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔

۵۔ مسلمانانِ پاکستان کے دلوں میں جذبۂ جہاد فی سبیل اللہ، ملکی دفاع، استحکام اور سالمیت کے لئے جذبۂ ایثار و قربانی پیدا کرنا۔

۶۔ مسلمانوں میں مقصدِ حیات کی وحدت، فکر و عمل کی یگانگت اور اخوتِ اسلامیہ کو اس طرح ترقی دینا کہ ان سے صوبائی، علاقائی، لسانی اور نسلی تعصبات دُور ہوں۔

۷۔ مسلمانانِ عالم سے اقامتِ دین، اعلاءِ کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں مستحکم روابط کا قیام۔

۸۔ تمام محکوم مسلم ممالک کی حریت و استقلال اور غیر مسلم ممالک کی مسلم اقلیتوں کی باعزت اسلامی زندگی کے لئے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔

۹۔ مختلف اسلامی اداروں مثلاً مساجد، مدارس، کتب خانوں اور دارالیتامیٰ کی اصلاح و ترقی کی کوشش کرنا۔

۱۰۔ تحریر و تقریر و دیگر آئینی ذرائع سے مخربِ اخلاق اور مخالفِ اسلام کارروائیوں کی روک تھام کرنا۔

دفعہ ۳

شرائطِ رکنیت

ہر بالغ مسلمان عورت اور مرد نظام العلماء پاکستان کا رکن (ممبر) بن سکتا ہے بشرطیکہ:

(الف) وہ اس کے اغراض و مقاصد سے متفق ہو۔

(ب) سہ سالہ مدت کے لئے ایک روپیہ فیس رکنیت ادا کرے۔

(ج) جماعتی نظم و نسق کی پابندی اور پروگرام کو کامیاب بنانے کا عہد کرے۔

(د) فارم رکنیت کی خانہ پُری کرے یا بوقت ضرورت امیر کی اجازت سے ممبری کے رجسٹر پر دستخط ثبت کرے۔

دفعہ ۴

تشکیل:

۱۔ نظام العلماء پاکستان کی ایک مرکزی تنظیم ہوگی جس کے تحت تمام صوبائی تنظیمیں ہوں گی۔

۲۔ صوبائی تنظیموں کی تنظیم حسب ذیل صورت میں ہوگی:۔

(الف) ابتدائی، ضلعی (ضلعی تنظیم حسب ضرورت ذیلی تنظیمیں بنا سکتی ہے) اور صوبائی۔

(ب) نظام العلماء کی ہر تنظیم کے لئے اسی سطح پر رضاکاران جمعیت کا ایک نظام "انصار الاسلام" ہوگا۔

(ج) مرکزی اور صوبائی عہدہ دار درج ذیل ہوں گے:۔

امیر ۔ ۱ ، نائب امیر ۔ ۴
ناظم عمومی ۔ ۱ ، ناظم ۔ ۴
خازن ۔ ۱ ، سالار رضاکاران ۔ ۱

اس کے علاوہ ماتحت تنظیموں کے لئے نائب امیر اور ناظم کا عہدہ ضروری نہیں ہوگا۔

(د) ہر تنظیم کے لئے تین مجلسیں ہوں گی:

۱۔ مجلس عمومی
۲۔ مجلس شوریٰ
۳۔ مجلس عاملہ

دفعہ ۵

مجلس عمومی:

(الف) نظام العلماء پاکستان کے فارم رکنیت پُر کرنے والے تمام مقامی ممبران ابتدائی مجلس عمومی کے ارکان ہوں گے اور ہر ماتحت تنظیم سے بالائی تنظیم کے لئے منتخب شدہ ممبران اس بالائی تنظیم کی مجلس عمومی کہلائے گی۔

(ب) ابتدائی تنظیم کے ہر دس ارکان پر ایک رکن ضلعی تنظیم کے لئے ضلع کے ہر دس ارکان پر ایک رکن صوبائی تنظیم کے لئے اور صوبائی تنظیم کے ہر پانچ ارکان پر ایک رکن مرکزی تنظیم کے لئے بطور رکن مجلس عمومی منتخب ہوگا۔

دفعہ ۶

مجلس شوریٰ

ہر سطح کا امیر اپنی مجلس عمومی ہی سے چند صاحب الرائے حضرات کو اپنے مشورہ کے لئے نامزد کرے گا جن کی تعداد بشمولیت عہدیداران زیادہ سے زیادہ ۲۱ سے ۴۵ تک ہوگی۔

دفعہ ۷

مجلس عاملہ

ہر تنظیم کے عہدہ داران اس تنظیم کی مجلس عاملہ ہوگی۔

دفعہ ۸

(الف) ابتدائی نظام العلماء پاکستان بنانے کے لئے کم از کم دس ارکان کی ضرورت ہوگی خواہ چند گاؤں کو ملا کر ہی تشکیل کی جائے۔

(ب) ضلعی تنظیم کے لئے ضروری ہوگا کہ اس ضلع میں کم از کم پانچ تنظیمیں ہوں، ورنہ ابتدائی تنظیموں کا الحاق براہ راست صوبہ کے ساتھ ہوگا۔

(ج) منتخب ممبروں کے سوا امیر (ابتدائی تنظیم کے سوا) ہر سطح پر مجلس عمومی کے لئے اپنے اختیار سے اتنے ممبر نامزد کر سکے گا جو کل منتخب ممبروں کے دسویں حصہ سے زیادہ نہ ہوں اور یہ ممبران انتخاب میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔

(د) ہر تنظیم کا امیر اپنی ماتحت تنظیم کے عہدہ داران اور ارکان کے خلاف حسب ضرورت کارروائی کر سکتا ہے اور اس فیصلہ کی اپیل فریقین ایک ماہ کے اندر بالائی امیر کے سامنے کر سکتے ہیں۔

(ہ) صوبائی یا کوئی تنظیم اگر ضروری سمجھے تو ملک اور علاقہ کے سربرآوردہ علماء و صلحاء میں سے ایک یا اس سے زائد حسب ضرورت سرپرست مقرر کر سکتی ہے جن سے غیر معمولی امور میں مشورہ کیا جا سکے۔

(د) ہر تنظیم کی مجلس عمومی سب سے پہلے امیر کا انتخاب کرے گی۔ اس کے بعد باقی عہدیداروں کا، لیکن ان کا انتخاب امیر کی منظوری پر ہی حتمی متصور ہوگا۔

دفعہ ۹

(الف) تمام تشکیلات میں جدید انتخاب کے وقت مجلس عمومی کا اجلاس سابق امیر یا ان کی عدم موجودگی میں عارضی صدر کی صدارت میں شروع ہوگا۔ جدید امیر کے انتخاب کے بعد تمام کارروائی ان کی صدارت میں ہوگی۔

(ب) ضلعی مجلس عمومی کے لئے ایک روپیہ صوبائی کے لئے تین روپے اور مرکزی مجلس عمومی کے لئے پانچ روپے فیس رکنیت ہوگی۔

جو رکن منتخب ہوتے ہی متعلقہ تنظیم کو ادا کر دینی چاہیئے اور سال بہ سال ادا کرتے رہنا ضروری ہے۔

دفعہ ۱۰

مجلس عمومی کے فرائض و اختیارات

(الف) ہر تنظیم کی مجلس عمومی اس کی سب سے بڑی طاقت ہوگی۔

(ب) مجلس عمومی کے سامنے جملہ عہدہ داران مجلس شوریٰ و مجلس عاملہ جواب دہ ہوں گے اور اس کے فیصلے سب پر حاوی ہوں گے۔

(ج) مرکزی مجلس عمومی تنظیم کے اغراض و مقاصد کی انجام دہی کے لئے موقت و پالیسی اور طریق کار متعین کرے گی۔

(د) مرکزی مجلس عمومی ہی دستوری دفعات کے وضع کرنے اور اس میں ترمیم و تنسیخ کی مجاز ہو گی۔

(ہ) مجالس کے فیصلے سادہ اکثریت کے ساتھ ہوں گے، البتہ دستوری دفعات کی ترمیم و تنسیخ کے لئے مرکزی مجلس عمومی کے ۲/۳ اراکین کی اکثریت لازمی ہو گی۔

(ک) نظام العلماء کے بجٹ کا اجراء اور سال گذشتہ کے حسابات کی منظوری بھی مجلس عمومی دے گی

(ی) مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس سال میں کم از کم ایک دفعہ، اور صوبائی مجالس عمومی کا اجلاس سال میں دو مرتبہ ضروری ہو گا۔

دفعہ ۱۱

اختیارات مجلس شوریٰ

(الف) مجالس شوریٰ پیش آمدہ معاملات میں اپنے امیر کی مشیر ہو گی۔

(ب) مجلس شوریٰ کا اجلاس امیر جب چاہے گا بلا سکے گا۔ البتہ چھ ماہ میں ایک دفعہ ہونا ضروری ہے۔

(ج) اراکین مجلس شوریٰ کی نامزدگی تین سال کے لئے ہو گی۔

(د) اراکین مجلس شوریٰ پر لازم ہو گا کہ وہ مجلس کے اجلاسوں میں باقاعدگی سے شامل ہوں، اگر کوئی رکن مجلس شوریٰ کے مسلسل تین اجلاسوں میں شریک نہ ہو گا تو امیر اس کو عذر پیش کرنے کا موقع دے گا۔ اگر معقول عذر پیش نہ کرے گا تو اس کا نام خودبخود رکنیت سے خارج ہو جائے گا۔

دفعہ ۱۲

فرائض مجلس عاملہ:

نظام العلماء کے پروگرام کی تکمیل اور اس کی پالیسی کی نگرانی۔

دفعہ ۱۳

امیر کے فرائض و اختیارات:

(الف) نظام العلماء پاکستان کا امیر پورے نظام کا قائد اور نگران ہو گا۔

(ب) امیر تنظیم مجالس عمومی اور مجالس شوریٰ کی صدارت کرے گا اور اس کی غیر حاضری میں نائب امیر یہ فرض انجام دے گا۔ اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے امیر اور نائب امیر موجود نہ ہوں اور اجلاس باضابطہ بلایا گیا ہو تو ایسی صورت میں مجلس اپنے میں سے کسی کو اجلاس کی صدارت کے لئے منتخب کر کے کام جاری رکھے گی، مگر بعد میں فیصلوں کی تصدیق امیر سے کرانی ہو گی۔

(ج) امیر اپنی علالت یا غیر موجودگی میں عارضی طور پر کسی نائب امیر کو اپنا قائم مقام نامزد کرے گا جو کہ امارت کے فرائض انجام دے گا۔

(د) اگر کسی وقت امیر کے استعفیٰ یا کسی دوسری وجہ سے عہدۂ امارت خالی ہو تو نائب امیر اوّل تا انتخاب امیر، قائم مقام امیر شمار ہو گا۔ اس صورت میں امیر کا انتخاب چھ ماہ کے اندر ضروری ہو گا۔

(ہ) امیر اپنی مجلس شوریٰ کے مشورہ سے کام کرے گا۔

یعنی تمام اہم معاملات جو مختلف فیہا ہو سکتے ہیں یا جن سے جماعت کی پالیسی پر اثر پڑ سکتا ہو مجلس شوریٰ سے طے ہوں گے۔

(د) معاملات کو مجلس شوریٰ میں پیش کرنا اور بعد از بحث اس کے متعلق فیصلہ دینا، جو معاملات مجلس شوریٰ میں مختلف فیہا ہوں گے، ان میں آخری فیصلہ امیر کے ہاتھ میں ہو گا کہ وہ ان میں سے کسی ایک امر کا فیصلہ کریں۔

کسی ماتحت تنظیم کو توڑنا یا الحاق کرنا، تنظیم کی تمام املاک کی حفاظت، ان میں تصرف جو تنظیم کے مفاد کے لئے ہو۔

تنظیم کے بیت المال کو نظام العلماء کے مفاد کے لئے مجلس شوریٰ کے مشورہ سے صرف کرنا مجلس شوریٰ کے اراکین کا حسب دستور انتخاب کرنا بعض اہم مسائل میں مجلس شوریٰ کی بحثوں میں بعض غیر ممبر حضرات کو شرکت کی دعوت دینا جو متعلقہ مسائل میں خاص بصیرت رکھتے ہوں، کسی ماتحت امیر، عہدیدار یا رکن مجلس شوریٰ یا رکن جماعت کو معزول کرنا جو نظام العلماء کے اغراض و مقاصد میں وفادار ثابت نہ ہوں۔

اہم امور کے متعلق اپنی صوابدید کے مطابق کسی سے خط و کتابت یا گفت و شنید کرنا اور ان کے بارے میں کوئی اعلان جاری کرنا نظاؤ عمّال دفتر کے کام کی نگرانی کرنا۔ اور شکایتوں کی سماعت کرنا۔ نائبین امیر مرکزیہ کے شعبوں کو حسب صوابدید تقسیم کرنا۔

اگر کسی مقام کے کارکن جماعتی امور میں سستی اور کاہلی سے کام لیں اور مرکزی ہدایات کی قطعاً پروا نہ کریں تو ایسی صورت میں امیر بالا کام چلانے کی غرض سے دوسرے قائم مقام ارکان کی نامزدگی کر سکتے ہیں۔ ماتحت امراء اگر کسی معاملہ میں مجلس شوریٰ کی اکثریت کے خلاف فیصلہ دیدیں تو ان کو اس کی منظوری امیر بالا سے حاصل کرنی ضروری ہو گی۔

نائب امیر

سپرد شدہ امور کو انجام دینا

اور امیر مرکزیہ

کی عدم موجودگی میں

اس کا قائم مقام

ہونا۔

دفعہ ۱۴

ناظم عمومی کے فرائض و اختیارات

نظام العلماء کی طرف سے طے شدہ امور جو امیر کی طرف سے ناظم عمومی کے سپرد کئے جائیں۔ ان کا انجام دینا اور ماتحت امراء کو اس کی اطلاع دینا۔

دفتر اور اس سے متعلق تمام کاغذات کو باقاعدگی سے رکھنا اور تمام فیصلوں کا ریکارڈ رکھنا اور امیر سے اس کی منظوری لینا۔

ضابطہ کے مطابق اجلاس مجالس کے لئے امیر کے حسب ہدایت پیش نامہ جاری کرنا۔

دفتر کے عملہ اور ملازمین کے کاموں کی نگرانی کرنا ناظم عمومی کو تنخواہ دار ملازمین کے تقرر و تنزل، تعطل و برخاستگی اور رخصت وغیرہ کا اختیار بمنظوری امیر ہوگا۔

مختلف شعبہ جات بمشورہ امیر کو ٹریا ناظموں میں تقسیم کرنا اور ان مفوضہ شعبہ جات کی نگرانی کرنا۔

حسب ضرورت مختلف شعبہ جات کے انچارج مقرر کرنا اور تحریراً ان کے فرائض متعین کرنا۔

ماتحت ملازمین و کارکنان میں تقسیم کار اور ان کے کاموں کی نگرانی رکھنا۔

تمام ماتحت مجالس کی نگرانی کرنا اور ان کی کارگذاری سے امیر کو مطلع کرنا۔

دفعہ ۱۵

نظماء کے فرائض و اختیارات

(الف) جب ناظم ایک سے زائد ہوں تو ان میں ایک اوّل ہوگا۔ اس کا تعین ناظم عمومی کریں گے۔

ب سپرد شدہ ذمّہ داریوں کو سرانجام دینا۔

ج ناظم عمومی کی عدم موجودگی میں ان کے فرائض کو سرانجام دینا جب کہ ناظم عمومی اسے اپنی جگہ مقرر کریں۔

دفعہ ۱۶

انتخابات کیلئے ضروری قواعد

الف تمام ابتدائی تنظیموں میں اراکین کی فہرست رجسٹر میں درج ہوگی، اور ضلع میں بھی تمام ماتحت تنظیموں اور ان کے ممبروں کے نام کا رجسٹر ہوگا۔

ب فارم رکنیت پُر کرنے کی ترکیب:
ایک پرت جس پر مختصراً اغراض و مقاصد درج ہوں گے اس کی خانہ پُری کر کے ممبر کو دیا جائے گا۔ دوسرا پرت ضلعی نظام العلماء کے مرکز کو بھیجا جائے گا اور تیسرا پرت صوبہ کی وساطت سے مرکز کو بھیجا جائے گا۔ فارم کے ایک طرف ہر پرت کی تصریح لکھی ہوگی۔

ج طریق انتخاب حسب قواعد سابق ہوگا، لیکن امیر مرکزیہ انتخابات کے لئے ایک افسر انتخابات بھی مقرر کرے گا جو حسب ضرورت اپنی نگرانی میں جلد از جلد انتخابات کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے گا۔ یہ افسر اپنے نائب بھی مقرر کر سکے گا۔ انتخاب کے متعلق غیر قانونی کارروائی کی اپیل افسر بالا کے پاس ہو سکے گی۔ آخری اپیل امیر مرکزیہ کے پاس ہو سکے گی۔ انتخاب کھلے اجلاس میں ووٹوں کے ذریعے ہوگا اور پرچیوں کے ذریعے بھی ہو سکے گا۔ ہر جمعیۃ کے ہر ممبر کو رائے دینے کا حق ہوگا۔

افسر انتخاب اپنے ساتھ دو اور معتمدین شامل کر کے رائے شماری نتائج درج رجسٹر کرے گا اور اس کی اطلاع جمعیۃ بالا اور مرکز کو دے گا اور اس پر دستخط کر کے اس جمعیۃ کے دفتر میں رکھے گا۔

د۔ امراء مجلس شوریٰ نامزد کرتے وقت خیال رکھیں گے کہ ان کی مجلس شوریٰ میں ضلع ⅓ علمائے دین میں ½ علماء اور مرکزیہ میں ⅔ حصہ علماء کا ہونا ضروری ہوگا۔ اگر کسی ضلع میں علماء کی تعداد کمی ہو تو اس کے لئے مرکز سے خصوصی اجازت حاصل کی جا سکتی ہے۔

تشریح:

عالم دین سے مراد وہ مسلمان ہے جس نے کسی باقاعدہ مدرسہ عربیہ میں یا کسی مستند عالم دین سے علوم عربیہ اسلامیہ کی تکمیل کی ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو ثبوت کے لئے سند یا کسی ایسے عالم کی تصدیق کافی ہوگی جو تنظیم کا ممبر ہو۔ اس کے بغیر بھی شہرت اور عام مقبولیت کی بناء پر امیر بطور خود تصدیق کر سکے گا۔

ہ بڑے شہروں تحصیل ضلع اور صوبائی انتخاب کے لئے انتخاب سے کم از کم پندرہ دن پہلے تاریخ وقت اور مقام کا تعین ضروری ہے جس کی اطلاع بذریعہ خطوط و اخبارات بھی کرنی ہوگی۔

و امیر خواہ مرکزی ہو یا ماتحت اس کے انتخاب کے لئے درج ذیل اوصاف کو مدنظر رکھنا ضروری ہوگا۔
اپنے حلقہ میں ممتاز شخصیت کا مالک ہو۔ ملکی حالات سے واقف ہو۔ علمی، عملی، اخلاقی اوصاف اور امانت، دیانت، ایثار اور استقامت کی وجہ سے اپنے فرائض بااحسن وجوہ انجام دینے کی اہلیت رکھتا ہو۔ نیز اراکین مجلس شوریٰ میں بھی مرکزیہ کے ہوں یا ذیلی کے ان اوصاف بالا کا اسی طرح لحاظ رکھا جائے گا کہ یہ اراکین ان اوصاف میں دوسرے رفقاء سے ممتاز ہوں۔

ز اراکین شوریٰ اور عہدیداران بلکہ عام ارکان کے لئے ضروری ہے کہ وہ بے نماز نہ ہوں اور دیگر احکام شرعیہ کی پابندی بھی کرتے ہوں یا آئندہ کے لئے عہد کریں۔

ح نصاب: تمام مجالس عمومی و شوریٰ

کے لئے کم از کم ۱/۳ اراکین کی حاضری ضروری ہے ملتوی شدہ اجلاس کے لئے یہ شرط نہ ہوگی۔

دفعہ ۱۷

ایک دفعہ مکمل انتخابات ہوجانے کے بعد پھر ہر تین سال کے بعد انتخاب ہوں گے جن کی تفصیل یہ ہوگی کہ ہر تیسرے سال کے رجب سے لے کر آخر ذی الحجہ تک ممبر سازی ہوا کرے گی ربیع الاول میں ذیلی انتخابات مکمل ہو کر تمام نمائندوں کی اطلاع صدر دفتر کو کر دی جائے گی اور ربیع الثانی میں صوبائی انتخاب عمل میں لایا جائے گا اور ہر صوبہ کی مجلس عمومی مرکز کے لئے بھی ارکان کا انتخاب کرے گی اور جمادی الآخر میں مرکزی انتخابات مکمل ہوجائیں گے۔

دفعہ ۱۸

اگر کوئی تنظیم مقررہ وقت کے اندر بالائی تنظیم کے لئے نمائندوں کے چناؤ سے قاصر رہے تو امیر بالائی کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنی طرف سے اس تنظیم کے نمائندے نامزد کرے۔

دفعہ ۱۹

الف مرکزی تنظیم کا اجلاس کم از کم دو سال میں ایک مرتبہ اور صوبائی تنظیم کا اجلاس کم از کم سال میں ایک دفعہ ہونا ضروری ہے۔

ب مجلس عمومی کے معمولی اجلاسوں کی تاریخ انعقاد سے کم از کم بیس دن پہلے ناظم عمومی ہر رکن کے پاس تحریری اطلاع نامہ بھیجے گا جس میں وقت اور مقام اجلاس اور پیش نامہ (ایجنڈا) درج ہوگا۔

ج اگر ۱/۳ ارکان کے دستخطوں سے انعقادِ اجلاس کا تحریری مطالبہ ناظم عمومی کے پاس بھیجا جائے تو خصوصی اجلاس طلب کر لیا جائے گا۔ اس اجلاس کا پیش نامہ تاریخ اجلاس سے کم از کم پندرہ دن قبل جاری ہو جائے گا۔ البتہ ہنگامی حالات میں اگر امیر چاہے تو کم مدت میں بھی اجلاس طلب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر وقت اس کی گنجائش نہیں رکھتا تو مجلس شوریٰ کا اجلاس بلا کر فیصلہ کر لیا جائے۔ جس کی منظوری بعد میں مجلس عمومی کے کسی اجلاس سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

د اگر کوئی رکن کوئی تجویز پیش کرنا چاہے تو ناظم عمومی کے پاس دس دن قبل اطلاع مع عبارت تجویز بھیجدینا ضروری ہوگا۔ اور امیر فوری طور پر ضرورتاً کسی تجویز کو پیش کرنے کی اجازت بھی دے سکتا ہے۔

ہ مجلس شوریٰ کا اجلاس امیر جب چاہے طلب کر سکتا ہے۔

دفعہ ۲۰

نظم مبلّغین

چونکہ نظام العلماء پاکستان کا اہم مقصد ترویج و اشاعت دین اسلام ہے جو کہ اغراض و مقاصد میں درج ہے اس لئے نظام العلماء ہر ضلع میں اپنے مبلّغین مقرر کر سکتی ہے اور ان کا تقرر جو تنظیم کرے گی وہی ان کے اخراجات اور نگرانی کی ذمہ دار ہوگی۔ مبلّغین کا تقرر صوبائی ضلعی و تحصیلی شاخیں کر سکیں گی۔ صوبہ بھی کسی ڈویژن و ضلع کے لئے مقرر کر سکے گا۔

فرائض مبلّغین

مبلّغین تنظیم کے اغراض و مقاصد کی اشاعت دینی احکام کی ترویج و اشاعت کے لئے مفوضہ علاقہ کا دورہ کریں گے۔ ان کا پروگرام شاخ متعلقہ مشورہ سے طے کرے گی۔

مبلّغین نظام العلماء کی مالی امداد کے لئے عامۃ المسلمین کو ترغیب دیں گے۔ ماہانہ چندہ وغیرہ مقرر کر کے ان کی فہرست متعلقہ شاخ کے حوالے کریں گے۔

مبلّغین اور ملازمین کا حسب ضرورت زیر اثر حلقہ میں تبادلہ بھی ہو سکے گا۔ کسی ملازم کو اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہوگی۔ تمام مبلّغین کے پروگرام تحصیل ضلعی اور صوبائی دفتر میں بھیج دیئے جائیں گے اور ہر ماہ کی پوری کارگزاری ۳ تاریخ تک صوبائی دفتر پہنچ جانی چاہیئے۔

دفعہ ۲۱

فرائض و اختیارات ماتحت

مجالس و عہدیداران

ماتحت مجالس کو اپنے مقامی مصارف کے لئے ماہوار ہنگامی سالانہ یکمشت چندہ جمع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ مگر یہ چندہ ان رسید بکوں پر وصول کیا جائے گا جو مرکزی دفتر کی طرف سے جاری ہوں گی۔

ہر شاخ کے پاس اندراج حسابات و دیگر ضروریات کے لئے مندرج ذیل رجسٹروں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ رجسٹر آمد و خرچ
۲۔ 〃 اندراج ممبران
۳۔ 〃 〃 ماہانہ چندہ
۴۔ 〃 〃 خط و کتابت
۵۔ مرکزیہ رجسٹر برائے مراسلات
۶۔ رجسٹر کارروائی مجلس شوریٰ
۷۔ فائل کٹنگ اخبارات
۸۔ اندراج اشیاء مملوکہ
۹۔ رجسٹر چارج جس میں سابق ناظم سے چارج لے کر اشیاء کو درج کیا جائے۔

جدید ناظم چارج لیتے وقت جو اشیاء وصول کرے اس کی ایک ایک نقل بالائی تنظیموں کو بھیج دے۔ ہر شاخ اپنے سے بالا دفتر کو ماہانہ کارگزاری کی رپورٹ ارسال کرے گی جس میں آمد و خرچ کا مکمل اندراج ہوگا اور اسی طرح ہر شاخ اختتام سال پر ایک روئیداد مرتب کر کے صوبائی دفتر میں روانہ کرے گی جس میں سال بھر کی کارگزاری، کل آمد و خرچ اور دوران سال تبلیغی کاموں کی کیفیت اور اس کے نتائج درج ہوں گے۔ ہر مقامی محاسب حسابات کی پڑتال کر کے ہر تین ماہ کے بعد رپورٹ مرتب کر

کے اپنے بالا دفتر میں روانہ کرے گا۔ محاسب کا حساب یکم محرم سے شروع ہوگا۔ ہر تنظیم بالا کے امیر مختار ہوں گے کہ وہ کسی جگہ انتخاب نہ ہونے کی وجہ سے عہدیداروں کو نامزد کر دیں۔

صوبائی اجتماع کے انعقاد کے مقام اور تاریخ کا فیصلہ مجلس شوریٰ کرے گی۔

کوئی خازن دستور کے خلاف نہ خود رقم خرچ کرسکتا ہے نہ ہی کسی کو رقم خرچ کرنے کی اجازت دے سکتا ہے جب تک اس کے جائز ہونے کی قانوناً تصدیق نہ ہو جائے۔

ماتحت مجالس اپنی اپنی مجلس عمومی میں ایسے قوانین وضع کرسکتی ہیں جن سے کام کو خوش اسلوبی سے چلایا جاسکے بشرطیکہ دستور کی کسی دفعہ پر اثرانداز نہ ہوں۔

دفعہ ۲۲

شعبۂ مالیات

نظام العلماء پاکستان مرکزیہ کی آمدنی کی مدات حسب ذیل ہوں گی:

الف ہر درجہ کی فیس رکنیت

ب خصوصی عطیات

ج ماہانہ و سالانہ چندہ جو کم از کم ۲۵ پیسے ماہوار تک ہوسکتا ہے۔

د وہ آمدنی جو کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد یا کسی سامان کی فروخت یا اس کے کرایہ سے وصول ہو

ہ وہ آمدنی جو کسی خاص اجلاس کے سلسلہ میں وصول ہو۔

و وہ آمدنی جو کسی وقف جائیداد سے حاصل ہو۔

ز زکوٰۃ عشر و دیگر صدقات واجبہ قیمت چرم قربانی۔

ح ہنگامی چندہ

دفعہ ۲۳

مالیات کی وصولی اور اس کی حفاظت کا انتظام

الف ہر درجہ کی شاخ آمدنی کے ذرائع پر غور کرے گی۔

ب آمدنی کی وصولی کے لئے مناسب انتظام کرے گی اور اس کے لئے محصل بھی مقرر کرسکے گی۔

ج ہر بالائی شاخ اپنی ماتحت شاخ کی مالی حیثیت کے لحاظ سے بالائی شاخ کے لئے کوئی رقم ماہوار یا سالانہ مقرر کرے گی۔ اس کے لئے بالائی امیر کی بات قطعی تصور کی جائے گی۔

د امداد کی رقوم مرکزی نظام العلماء کی رسیدات پر وصول کی جائیں گی اور یہ رسیدات ہر بالائی شاخ کی وساطت سے ماتحت شاخوں کو ملیں گی اور بالائی شاخوں پر ان کی ذمہ داری ہوگی۔

ہ حاصل شدہ رقوم میں سے ابتدائی ممبری کی فیس، عشر، زکوٰۃ، نذر اور چرم قربانی کی رقوم براہ راست مرکزی بیت المال کو بھیجی جائیں گی جہاں امیر مرکزی بعد مشورہ عہدیداران شرعی روشنی میں صرف کریں گے۔

و اگر کوئی شاخ کسی اجلاس یا ہنگامی ضرورت کے لئے چندہ جمع کرکے صرف کرے تو اس کو اپنے رجسٹر آمد و خرچ میں درج کرنا چاہئے اور اس ہنگامی ضرورت سے بچی ہوئی رقم سے نصف رقم اپنی بالائی شاخوں کو برابر تقسیم کر دے گی۔

دفعہ ۲۴

مدّات مصارف

(الف) ابتدائی شاخیں اپنے پاس جمع شدہ رقوم کو ترجیح اغراض و مقاصد میں صرف کریں گی جس کا پورا پورا آمد و صرف کا حساب رجسٹر میں درج کرنا ہوگا۔ آمد و خرچ کا حساب ہر تین ماہ کے بعد تین تاریخ تک دفتر ضلع کو بھیجا جایا کرے گا، اور ضلع ہر تین ماہ کے بعد اپنی رپورٹ صوبہ کو اور ہر صوبہ سہ ماہی رپورٹ مرکزی دفتر کو بھیجے گا۔

ب کسی شاخ کا کوئی عہدیدار اگر اپنی شاخ کے حلقہ میں دورہ کرے تو اس کے اخراجات، سفر اس شاخ کے خزانہ سے ادا ہوں گے۔

ج ناظم عمومی مرکزی مبلغ -/۱۰۰۰ روپے ماہوار اور ناظم عمومی صوبائی مبلغ -/۸۰۰ روپے اپنے دستخطوں سے صرف کرسکتے ہیں اور اس سے زائد رقم کے لئے امیر کی اجازت ضروری ہوگی۔ ابتدائی اور ضلعی نظماء اپنے اختیار سے جو رقم خرچ کریں اس کا تعین متعلقہ مجلس شوریٰ سے کرائیں۔ ناظم، ناظم عمومی کی عدم موجودگی میں ناظم عمومی کا قائم مقام ہوگا، بشرطیکہ ناظم عمومی ان کی قائم مقامی کا اعلان کردیں

دفعہ ۲۵

شعبۂ نشر و اشاعت

نظام العلماء کے لٹریچر، اغراض و مقاصد، طریق کار، احکام و ہدایات اور خبروں کی وسیع پیمانے پر نشر و اشاعت کے لئے ایک شعبہ نشر و اشاعت کے نام سے قائم ہوگا جس کے لئے گوشوارہ (بجٹ) میں ایک رقم مخصوص کی جائے گی۔ یہ شعبہ مستقل ایک ناظم کے تحت ہوگا۔ اس شعبہ کے ذمہ اخبارات و رسائل جاری کرنا، جماعت کا لٹریچر شائع کرنا، ملکی جرائد کو اپنا ہمنوا بنا کر جماعت کے تبلیغی اور اصلاحی مقاصد میں ان کی حمایت حاصل کرنا لازمی ہوگا۔ نفاذ آئین اسلامی کے راستہ میں جو رکاوٹیں پیدا کی جارہی ہوں ان کی نشاندہی کرنا اور رائے عامہ کو ہموار کرنے میں پوری کوشش صرف کرنا۔

دفعہ ۲۶

نظم دفتر: دفتر کے لئے ایک مستقل ناظم ہوگا جس

بقیہ: شفعہ قصاص وغیرہ

میں حق شفعہ باطل ہو جاتا ہے اور ورثاء کو منتقل نہیں ہوتا۔

۵۔ دفعہ ۳۳ میں دعویٰ شفعہ کی میعاد سماعت کی تحدید ۶۰ دن میں کی گئی ہے جو درست نہیں ہے۔ شفیع کو جب بھی بیع کا علم ہو اسے شفعہ کا حق ہے۔

۶۔ دفعہ ۳۴ میں بیع کے بارے میں شفیع کے علم کی مذکورہ صورتیں ناکافی ہیں اور شفیع کے یقینی علم کی صورت کا ذکر ضروری ہے کیونکہ یقینی علم کے بغیر شفعہ کا حق باطل نہیں ہوتا۔

۳۔ قصاص اور دیت کے مسودہ میں چند اصلاحات

اس ضمن میں سب سے زیادہ اہم اور مقدم امر یہ ہے کہ اسلامی قانون شہادت کو تمام تفصیلات سمیت نافذ کئے بغیر حدود و قصاص کے نفاذ سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو سکیں گے اس لئے قانون شہادت کا نفاذ انتہائی ضروری اور ناگزیر ہے۔ مزید تجاویز درج ذیل ہیں۔

۱۔ دفعہ ۴ کے تحت قتل عمد کی تعریف میں موت واقع ہونے کا امکان ہو کے جملہ میں امکان کی بجائے ظن غالب لکھا جائے۔

۲۔ قتل عمد تشریح ۲ میں موہم اور ماحول کا ذکر وضاحت طلب ہے۔

۳۔ دفعہ ۱۰ ذیل (ب) میں شاہد کے لئے کبیرہ گناہ کے عدم ارتکاب کی شرط کی بجائے یہ شرط رکھی جائے کہ وہ متہم بالکذب نہ ہو اور اس کی صداقت پر قاضی کو اطمینان ہو جائے۔

۴۔ دفعہ ۱۴ شق اول میں حق قصاص سے تحریراً دستبرداری کے علاوہ اس شق کا اضافہ کیا جائے کہ

اگر ثقہ لوگوں کے ذریعہ اس کی دستبرداری کا علم ہو جائے تو اسے قصاص سے دستبرداری سمجھا جائے گا۔

۵۔ دفعہ ۱۲ ذیل (د) کے آخر میں یہ اضافہ ضروری ہے کہ

اگر بعد میں ولی آجائے اور دعوےٰ کرے تو قصاص کا حق عود کرے گا۔

۶۔ دفعہ ۱۹ شق اول کے تحت قصاص کو لاقود الا بالسیف کے تحت صرف تلوار کے ذریعہ متعین کیا جائے۔

۷۔ دفعہ ۲۰ تمثیل ب کی وضاحت اس طرح ضروری ہے۔

اگر گولی پستول میں تھی اور چل گئی تو قتل عمد ہے اور اگر نہیں چلی یا گولی نہیں تھی بلکہ ہیبت سے مر گیا تو شبہ عمد ہے۔

۸۔ دفعہ ۲۶ میں عاقلہ کے علاوہ 'ذمہ دار' شخص وضاحت طلب ہے۔

۹۔ دفعہ ۱۱۸/۱۱۹ میں اور دیگر مقامات میں جہاں بھی قرآن و سنت کا ذکر کیا گیا ہے اس کے ساتھ فقہ کا لفظ بڑھایا جائے۔

۱۰۔ دفعہ ۵۷ تا ۶۲ میں تعریفات ازسرنو اس طرح کی جائیں۔

دامعہ ایسا غیر جائفہ زخم جس میں خون کا ظہور ہو سیلان نہ ہو۔

دامیہ ایسا غیر جائفہ زخم جس میں خون کا سیلان بھی ہو۔

باضعہ ایسا غیر جائفہ زخم جس سے کھال پھٹ جائے۔

متلاحمہ ایسا غیر جائفہ زخم جس سے گوشت پھٹ جائے۔

۱۱۔ دفعہ ۸۷ کی تشریح میں ابرو وغیرہ کا ذکر بھی ضروری ہے۔

بقیہ: اداریہ

معاشرے میں فوری انصاف کا حصول مشکل۔ اس کے تدارک کے لئے قرآن و سنت ہی کارگر ثابت ہو سکتے ہیں۔ صدر نے اپنے حالیہ تین نکاتی پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے اور اس سے قبل بھی وہ بارہا کہہ چکے ہیں کہ اس ملک کے تمام مسائل و مصائب کا حل اسلام اور قرآن و سنت کے احکامات میں ہے۔ اس کے بغیر موجودہ بگڑے ہوئے معاشرہ کی کل سیدھی نہیں ہو سکتی اور اصلاح احوال کی بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی۔

تین سال قبل شرعی حدود و تعزیرات کا نفاذ بھی ۱۲ ربیع الاول کے مبارک موقع پر عمل میں آچکا ہے، لیکن ابھی تک معاشرے کی اصلاح ہونا تو درکنار جرائم میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے جس کا اعتراف خود صدر صاحب نے بھی کیا ہے۔ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتی کہ سرطرفہ قوانین نے اسلامی حدود و تعزیرات پر عملدرآمد کا موقع ہی فراہم نہیں ہونے دیا۔ اس کا واحد حل یہی ہے کہ صرف اور صرف قرآن و سنت کی بالادستی قائم کی جائے اور ان ہاتھوں کے ذریعہ کی جائے جو نہ صرف قرآن و سنت کے ماہر ہوں بلکہ خود بھی قرآن و سنت پر اپنے ہر معاملے میں عمل پیرا ہوں۔

سرکولیشن منیجر
منظور الحق رحمانی
کوہاٹ - بنوں
ڈیرہ اسمٰعیل خان - پشاور
کے اضلاع کے دورہ پر ہیں۔

ظہور الدین بٹ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے سلام پھیرا ہی تھا کہ مسجد کے باہر شور و غل کی آوازیں سنائی دیں، جیسے بہت سے لوگ جمع ہو کر کوئی فساد کرنا چاہتے ہوں۔ آپ کو یقین ہو گیا کہ لوگوں کا یہ گروہ کوئی دنگا کرنا چاہتا ہے۔ آپ کے ساتھیوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ چھ یا سات ہو گی۔ انہیں بھی اس بات کا احساس تھا کہ یہ شر پسند حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے آئے ہیں، اس لئے وہ ان کی حفاظت کے لئے ان کے گرد جمع ہو گئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بے خوف و خطر دروازے میں کھڑے ہو کر ان لوگوں سے پوچھا: "میں نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے جو تم میرے دشمن ہو گئے ہو؟"

انہوں نے کہا: "تو نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کر کے لوگوں میں ہماری عزت کو کم کر دیا ہے اور ہماری روزی میں حائل ہوا ہے۔ ہم تجھے کسی قیمت پر بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

یہ سن کر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا: "تم خدا کی جس نعمت کو محدود کر دینا چاہتے تھے، میں نے اس عظیم نعمت کو عام کر دیا ہے۔"

اتنا کہنے کے بعد آپ نے "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کیا اور لوگوں کے ہجوم کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے کی جانب دھکیلتے ہوئے مسجد سے باہر نکل گئے۔ ان کے پیچھے پیچھے ان کے ساتھی بھی مجمع کی زد سے بچ کر نکل آئے اور شر پسندوں کا گروہ منہ پھاڑے دیکھتا رہ گیا۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی اللہ کے کسی نیک بندے نے اپنی قوم کی اصلاح کے لئے ان تک اللہ کا پیغام پہنچانا چاہا تو ہر طرف سے اس کی مخالفت شروع کر دی گئی، حتیٰ کہ اس کے عزیز و اقارب اس کی جان کے دشمن ہو گئے۔ ایسا ہی واقعہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو پیش آیا۔ آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے بزرگ تھے۔

اس زمانے میں برصغیر پاک و ہند پر مغل بادشاہ محمد شاہ رنگیلا کی حکومت تھی۔ اسے حکومت کے کاموں سے قطعی دلچسپی نہ تھی۔ اس کا زیادہ وقت عیش و عشرت اور راگ رنگ کی محفلوں میں گزرتا تھا۔ ان باتوں کے علاوہ اس کے گرد خوشامد پسند اور نااہل مشیروں و امراء کا ایسا گروہ جمع ہو گیا تھا جو بادشاہ پر اپنا اثر ہر قیمت پر قائم رکھنا چاہتا تھا تاکہ وہ من مانی کر سکے۔

دارالسلطنت دہلی کے اندر با اثر امراء کی سازشیں پروان چڑھ رہی تھیں اور دہلی سے باہر سکھ اور مرہٹے اس کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ کب موقع ملے اور وہ مسلمانوں کی حکومت ختم کر کے تخت و تاج پر قابض ہو جائیں۔ ان تمام دشمنوں سے بڑا دشمن بادشاہ کے گرد موجود سازشی اور جاہ پرست امراء کا وہ طبقہ تھا جو دنیادی مال و دولت کی حرص میں قرآنی تعلیمات کو شاہی دربار اور امراء تک محدود رکھنا چاہتا تھا۔ یہ طبقہ نہیں چاہتا تھا کہ قرآن پاک کی تعلیم عام ہو، کیونکہ اس قسم کے امراء سمجھتے تھے کہ اگر ہر شخص نے قرآن کریم کو سمجھنا شروع کر دیا تو پھر عوام میں ان کی کوئی وقعت نہ رہے گی

یہی وجہ تھی کہ جب حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس وقت کی سرکاری زبان فارسی میں پہلی مرتبہ قرآن پاک کا ترجمہ کیا، جسے برصغیر پاک و ہند کے عوام سمجھتے اور پڑھتے تھے تو مال و دولت کے پجاری امراء اور مولوی ان کے دشمن ہو گئے اور انہوں نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو قتل کرنے کا ایک منصوبہ بنایا۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے شہر کے اکھاڑوں کے پہلوانوں، غنڈوں اور برے لوگوں کو بڑی بڑی رقمیں خرچ کر کے اپنے ساتھ ملا لیا۔ لیکن سچ ہے کہ مارنے والے سے بچانے والا بہت بڑا اور طاقتور ہے۔ دشمنوں پر حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور نعرۂ تکبیر کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ گھبرا کر ایک طرف سمٹ گئے اور

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اپنے دوستوں سمیت ان کے نرغے سے صاف بچ کر نکل گئے۔

شاہ ولی اللہؒ اور اُن کے آباؤ اجداد:

آپؒ کے بزرگوں میں سے سب سے پہلے شخص جو برصغیر پاک و ہند آئے وہ مفتی شیخ شمس الدین تھے۔ اگرچہ تاریخ میں اس بات کا کہیں ذکر نہیں ملتا کہ وہ کب رہتک (دہلی سے تیس میل مغرب میں واقع شہر جو اپنی خوبصورتی میں بہت مشہور تھا) پہنچے، لیکن اس بات کی تصدیق ہو چکی ہے کہ ان کا تعلق قریش کے ایک معروف خاندان سے تھا جو عرب میں اپنی روایتی دیانتداری دینداری اور علم کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ مفتی شمس الدین عرب فاتحین کے ساتھ دین کی تبلیغ کے لئے نکلے تھے اور برصغیر پاک و ہند میں رہتک کے شہر میں آکر آباد ہوئے۔

رہتک کے لوگوں نے ان کے علم، اخلاق اور تعلیمات سے متاثر ہو کر انہیں شہر کا قاضی بنا دیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے دادا شیخ وجیہہ الدینؒ انہی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ ایک نیک، پرہیزگار اور ولی صفت انسان تھے۔ آپ روزانہ قرآن پاک کے دو پارے ختم کیا کرتے تھے۔ بڑھاپے میں موٹے حروف کا بڑا قرآن پاک آپ کے پاس ہوتا۔ خوشی ہوتی یا غم، صبح ہوتی یا شام، سفر پر ہوتے یا حالتِ قیام میں، تلاوتِ قرآن حکیم کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا۔ آپ اپنے خادموں، ملازموں اور غریب لوگوں سے اولاد کا سا سلوک کرتے۔ آپ اورنگ زیب عالمگیر کی فوج میں ایک باعزت عہدے پر فائز تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ اورنگ زیب عالمگیر کی جان بچائی تھی جس کی وجہ سے بادشاہ آپ کی بہت زیادہ عزت کرتا تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر کے بھائی شاہ شجاع نے تخت پر قبضہ کرنے کے لئے بغاوت کر دی۔ اورنگ زیب اپنی فوج لے کر اس کی بغاوت کو کچلنے کے لئے بنگال کی طرف بڑھا۔ دونوں بھائیوں کے لشکر آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ سخت گھمسان کا رن پڑا۔ شاہ شجاع نے محسوس کیا کہ وہ اورنگ زیب کی بہادر فوج کو شکست نہیں دے سکتا۔ تب اس نے چند مست ہاتھیوں کو اورنگ زیب کے لشکر کی طرف ہانکنا شروع کیا۔ ہانکنے کے لئے زرہ پوش سپاہیوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اورنگ زیب کے سپاہیوں نے جب مست ہاتھیوں کو تیزی سے اپنی طرف آتے دیکھا تو ان میں سے بہت سے جان کے خوف سے دوڑ اٹھے۔ اس اثنا میں ہاتھی اورنگ زیب کے ہاتھی کے قریب پہنچ چکے تھے۔ شیخ وجیہہ الدینؒ نے جب یہ منظر دیکھا تو انہوں نے اپنے چند جاں نثار ساتھیوں کو ساتھ لیا اور ان کی رہنمائی کرتے ہوئے ہاتھیوں کے قریب پہنچ گئے۔

اچانک اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور سپاہیوں نے دیکھا کہ شیخ وجیہہ الدین نے ایک مست ہاتھی کی سونڈ پر تلوار کا زبردست وار کیا اور اس کی سونڈ کاٹ ڈالی۔ سونڈ کٹتے ہی یہی ہاتھی اب خوفناک آواز میں چیختا چنگھاڑتا اپنے ہی سپاہیوں کو روندتا چلا گیا جس کی وجہ سے شاہ شجاع کے لشکر میں افراتفری مچ گئی اور عالمگیر کے لشکر نے جم کر لڑنا شروع کر دیا۔ اس طرح کچھ دیر پہلے کی شکست فتح میں بدل گئی۔ جنگ کے خاتمہ پر آپ کی بہادری سے خوش ہو کر عالمگیر نے آپ کو انعام دینا چاہا جو آپ نے قبول نہ کیا۔

شیخ عبدالرحیمؒ:

شاہ ولی اللہؒ کے والد اور شیخ وجیہہ الدینؒ کے فرزند شیخ عبدالرحیمؒ اپنے زمانے کے نیک دل عالم تھے۔ بادشاہ عالمگیر کی زبردست خواہش تھی کہ وہ اس کے دربار سے وابستہ ہو جائیں، لیکن انہوں نے اس بات کو قطعی پسند نہ کیا اور اپنے مدرسہ (مدرسہ رحیمیہ) میں مسلمانوں کو دین کی تعلیم دیتے رہے۔ اگرچہ وہ بڑے پائے کے عالم اور بزرگ تھے، لیکن انہیں وہ مقبولیت حاصل نہ ہوئی جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے شاہ ولی اللہ رحمہ کو نوازا۔

شاہ ولی اللہؒ کے حالاتِ زندگی:

آپ ۲۱ فروری ۱۱۱۴ھ / ۱۷۰۳ء کو مشہور مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے صرف چار سال قبل سید عبدالرحیمؒ کے گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پانچ سال کی عمر میں اپنے والد کے مدرسہ رحیمیہ میں قرآن پاک پڑھنا شروع کیا۔ آپ کے والد نے سات سال کی عمر میں آپ کو نماز پڑھانی شروع کی اور آپ سے روزے رکھوائے۔ اسی سال کے آخر میں آپ نے قرآن پاک ختم کیا۔ فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ چودہ سال کی عمر میں آپ کی شادی کر دی گئی۔ پندرہ سال کی عمر میں آپ نے اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت کی اور سترہ سال کی عمر میں خلیفہ بنا دیئے گئے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ نے اپنے والد ہی کے مدرسہ میں درس و تدریس کا کام شروع کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ حصولِ علم میں بھی مصروف رہے۔

بارہ سال تک آپ مدرسہ رحیمیہ میں مسلمانوں کو دین کی تعلیم دیتے رہے اور اپنی قوم میں موجود خرابیوں کا بغور مطالعہ کرتے رہے۔ دین کی تعلیمات کو آسان اور عام فہم بنانے کے لئے آپ نے قرآن پاک کا فارسی میں ترجمہ کیا جو آپ کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس سے پہلے کسی نے بھی اس نوعیت کا کام کرنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی۔ اس کام کے علاوہ آپ نے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں کے درمیان موجود کشیدگی ختم کرانے کی بھی کوشش کی۔ یہی وہ زمانہ ہے جب علماء سو کے ایک طبقہ نے آپ کو قتل کرانے کی ناکام کوشش کی۔

حج پر روانگی:

برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے ابتر حالات دیکھ کر آپ دل ہی دل میں کڑھتے رہتے، اور دن رات ان کی اصلاح کی فکر میں ڈوبے رہتے۔ ان بدترین حالات میں

آپ کو حرمین شریفین جانے کا خیال آیا، کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ وہاں کی جانے والی دُعائیں رائیگاں نہیں جاتیں اور اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے کوئی نہ کوئی بندوبست ضرور فرمائیں گے۔

آپ نے مکّہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ میں دو سال تک قیام کیا۔ آپ نے پہلا حج ۱۱۴۳ھ بمطابق ۱۷۳۲ء میں کیا۔ مدینہ منوّرہ میں قیام کے دوران آپ نے شیخ ابوطاہرؒ جیسے شفیق اور کامل استاد سے رہنمائی حاصل کی۔ اس دوران میں آپ نے حج پر آنے والے ایشیائی، یورپین اور افریقی زائرین سے ملاقات کی اور ان کے ذریعے ساری دنیا کے حالات سے واقفیّت حاصل کی۔ ترکی اس وقت دُنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست تھی۔ وہاں رہ کر آپ کو اس کے حالات کا بھی پتہ چلا۔

حج سے واپسی:

حضرت شاہ ولی اللہؒ حج بیت اللہ اور شیخ ابو طاہر سے حدیث کی سند حاصل کرنے کے بعد ۱۱۴۵ھ بمطابق ۱۷۳۴ء میں وطن واپس پہنچے۔ ملکی اور عالمی حالات نے آپ پر واضح کر دیا تھا کہ بادشاہت اور ملوکیت تمام فسادات اور جھگڑوں کی بنیاد ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو پھر سے ایک زندہ قوم بنانے کے لئے اس نظام (بادشاہت) کو ختم کرنے کی ٹھان لی اور اس بات کا مصمّم ارادہ کر لیا کہ وہ مسلمانوں کو سیاسی، معاشی اور سیاسی تنزّلی سے نکال باہر کریں گے۔

آپ نے مسلمانوں کے درمیان صلح و اتفاق پیدا کرنے، دین کی طرف بلانے اور انہیں سچّا مسلمان بنانے کے لئے جو مشن شروع کیا، اسے شروع کئے ابھی چار سال ہی گزرے تھے کہ نادرشاہ درانی نے دہلی پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ شاید قدرت نے مسلمانوں کو نفاق، بے حسی، بے غیرتی اور عیش و عشرت میں سب کچھ بُھلا دینے کی سزا دینے کے لئے نادرشاہ کو مامور کیا تھا۔

نادرشاہ درانی واپس جاتے ہوئے صرف دہلی سے پچاس کروڑ روپوں کے جواہرات اور سونے چاندی کے سکے سمیٹ کر لے گیا۔ اس کے علاوہ گھوڑے ہاتھی اور جو جنگی سامان اس کے ہاتھ لگا اس کا شمار نہیں ملتا۔

شاہ ولی اللہؒ کا خواب:

آپ کو مسلمانوں کی آپس کی کشیدگی، نفاق، ان میں پیدا ہو جانے والی بُرائیاں اور ان کی پریشان حالی ہر وقت پریشان رکھتی۔ آپ کا دل ہر وقت رب العالمین کے حضور ان کی اصلاح کے لئے دُعا کرتا رہتا۔ جن دنوں آپ مکّہ معظمہ میں تھے۔ آپ نے وہاں ایک رات خواب میں دیکھا کہ کافروں کا بادشاہ مسلمانوں کے علاقے پر قابض ہو گیا ہے اور اس نے ان کی دولت، اسباب لُوٹ کر ان کی عورتوں اور بچّوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے سپاہی اسلام کا نام لینے والوں کو اذیتیں دے رہے ہیں اور جو کفر اختیار کر لیتا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اس طرح جان بچانے کی غرض سے بہت سے لوگ کافر بن رہے ہیں۔ اس صورتحال کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کی رحمت اور جلال جوش میں آجاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے خواب میں محسوس کیا جیسے ان کے اردگرد اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ازبکوں، رومیوں اور عربی نوجوانوں کا ایک بہت بڑا ہجوم جمع ہے اور وہ ان سے کافروں کے بادشاہ کے خلاف جنگ کی اجازت طلب کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کا حکم دریافت کرتا ہے۔ آپ سراپا غیض و غضب بن کر ہجوم کے جواب میں انہیں حکم دیتے ہیں کہ ہر نظام اور قانون کو توڑ دیا جائے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مجھے اسی بات کا حکم دیا ہے۔

ہجوم میں شامل لوگ ایک مرتبہ پھر ان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ حال کب تک رہے گا؟ آپ انہیں جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب تک تم میرا غصّہ ٹھنڈا ہوتے نہ دیکھو، جنگ سے ہاتھ نہ روکنا۔

اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ آپ کی رہنمائی میں عربوں، رومیوں اور ازبکوں کا یہ غضبناک گروہ قتل و غارت کرتا ہُوا، شہروں پر شہر فتح کرتا اس شہر میں داخل ہو رہا ہے جہاں کافروں کے بادشاہ نے مسلمانوں سے ان کا مال و اسباب چھینا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ خواب کی حالت ہی میں دیکھتے ہیں کہ کفّار کا بادشاہ مسلمانوں کے بادشاہ کے ساتھ ایک گروہ میں چل رہا ہے۔ اچانک مسلمانوں کا بادشاہ ایک شخص کو حکم دیتا ہے کہ ان کافروں کے بادشاہ کو قتل کر دے۔ بادشاہ کا حکم سُنتے ہی بیک وقت کتنے ہی نوجوان آگے بڑھ کر کافروں کے بادشاہ کو زمین پر گرا دیتے ہیں اور اسے خنجر سے ہلاک کر دیتے ہیں۔ تب آپ (شاہ ولی اللہؒ) فرماتے ہیں کہ اب اللہ تعالےٰ کی رحمت ہو گئی ہے۔ آپ نے یہ خواب مکّہ معظمہ میں جمعۃ المبارک ۲۱ ذی قعدہ ۱۱۴۴ھ بمطابق ۱۷۳۳ء کو دیکھا۔

خواب کی تعبیر:

آپ کا یہ خواب ۲۹ سال بعد پانی پت کے میدان میں شرمندۂ تعبیر ہُوا۔ اس جنگ سے پہلے ۹ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ، ۱۷۶۲ء کو دہلی کے بادشاہی قلعہ (لال قلعہ) پر مرہٹہ فوج قابض ہو گئی۔ مرہٹوں نے دہلی میں زبردست لُوٹ کھسوٹ مچائی اور قدم شریف، مقبرہ حضرت نظام الدین اولیا، مرقد محمد شاہ اور لال قلعہ کے دیوانِ خاص کی چھت میں جڑی ہوئی چاندی تک کھُرچ کر لے گئے گویا کافروں کا بادشاہ "بالاجی" دہلی پر مسلّط ہو گیا۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد اچانک احمد شاہ ابدالی ہندوستان پر حملہ آور ہُوا۔ خدا کے غضب کی آگ پانی پت کے میدان میں بھڑکی اور جن پر اس کا غضب نازل ہُوا وہ اس آگ میں جل کر بھسم ہو گئے۔

خواب میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا تھا کہ "وہ ہر قسم کے نظام اور قانون کو ختم کر دینا چاہتے ہیں" اس کی تعبیر اس طرح ملتی ہے کہ پانی پت کی لڑائی کے وقت برصغیر پاک و ہند میں کسی بھی قسم کی حکومت کا کوئی نشان نہیں ملتا۔

شاہ ولی اللہؒ کے خواب کے مطابق مرہٹہ سردار "بالاجی" کا بیٹا "بسواس راؤ" میدانِ جنگ میں گولی لگنے سے ہلاک ہو گیا اور اس کا باپ "بالاجی" شکست کے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا۔ آپ نے یہ خواب اس تعبیر سے

تیس سال پہلے ذیقعد کے ماہ میں دیکھا تھا۔ "بالاجی" مرہٹہ سردار کی موت بھی اسی مہینے واقع ہوئی۔

احمد شاہ ابدالی نے مرہٹہ سردار کی طاقت کو خاک میں ملا کر برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں پر ایک احسان عظیم کیا تھا۔ اگر مسلمان اس موقع پر ہی سنبھل جاتے تو آج تاریخ کا رخ کچھ اور ہوتا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اتحاد کرنے اور اپنی حکومت کو مضبوط بنانے کی بجائے ایک بار پھر اقتدار کے لئے لڑنا شروع کر دیا اور اسلام کے زریں اصولوں کی بجائے چھوٹے چھوٹے دینی مسائل پر آپس میں لڑائی جھگڑے شروع کر دیئے۔ شراب، رقص و موسیقی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا۔ عیاشی اور بداعمالیوں کو ایک بار پھر عروج دیا۔ حتّٰی کہ ان کی حالت روز بروز بگڑتی چلی گئی۔

شاہ ولی اللہؒ کی خدمات:

آپ نے اندرون و بیرون ملک مسلمانوں کے عقائد، علوم، تمدن، سیاست، اخلاق اور زندگی کے ہر شعبہ میں غیر اسلامی رسومات اور عقائد کی آمیزش کا پتہ چلایا۔ ان خرابیوں اور برائیوں میں آپ نے بنیادی خرابیوں پر نظر ڈالی اور بالآخر آپ یہ پتہ چلانے میں کامیاب ہو گئے کہ مسلمان خلفائے راشدین کی اسلامی راہ سے ہٹ کر بادشاہت کی راہ پر چل پڑے جس نے انہیں تحقیق اور جستجو کی راہ سے ہٹا کر تن آسانی اور عیش و عشرت کے راستہ پر گامزن کر دیا۔

اس کے علاوہ انہوں نے اللہ کی رسّی (قرآن پاک) کو مضبوطی سے پکڑنے کی بجائے بالکل چھوڑ دیا اور اپنے اپنے عقائد میں ناحق اضافہ کر کے فرقوں کو عروج دیا اور فضول رسومات کی تقلید شروع کر دی جس کی وجہ سے ان پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور ان سے حکومت کا حق چھین لیا گیا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی زندگی بھر انتہائی خواہش رہی کہ مسلمان بادشاہت اور ملوکیت کی راہ چھوڑ کر خلفائے راشدین کی راہ اپنا لیں جس نظام کے تحت ملک پر اللہ کی حاکمیت قبول کر لی جائے۔ ملک کا انتظام چلانے کے لئے آپس میں مشورہ کے بعد خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔ جو مسلمانوں کا امیر اور اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ بن کر حکومت کا کاروبار چلائے۔ اگرچہ آپ کا یہ تصور آپ کی زندگی میں حقیقت کا روپ نہ دھار سکا، مگر بعد ازاں آپ کے شاگردوں نے اسلامی ریاست کے خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بے شمار قربانیاں دیں۔

تفرقہ بازی کے خاتمہ کے لئے جدوجہد:

اسلامی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بارھویں صدی ہجری میں آپ واحد مصلح تھے جنہوں نے بغداد کی تاتاریوں کے ہاتھوں تباہی کے بعد پہلی مرتبہ شیعہ اور سنّی کا اختلاف ختم کرانے کی کوشش کی اور اپنی تصانیف کے ذریعہ لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے مذہب امّتِ محمدی میں بہت مشہور رہیں اور دنیا میں انہی دو مذاہب کے پیروکار سب سے زیادہ ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ان دونوں مذہبوں کو ایک کر دیا جائے اور ان کو درپیش مسائل کا حل حدیث نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیش نظر رکھ کر تلاش کیا جائے۔ جو بات حدیث شریف کے مطابق ہو اسے اپنا لیا جائے اور جس میں اختلاف ہو اس مسئلہ کے لئے دونوں قول تسلیم کر لئے جائیں۔ علاوہ ازیں شاہ ولی اللہؒ نے ایسے متنازعہ مسائل کے حل بھی پیش کئے جن پر شیعانِ علیؓ اور سنّی مذہب کے لوگوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا تھا۔

تبلیغ و اشاعتِ دین:

شاہ ولی اللہؒ کے زمانے میں برصغیر پاک و ہند کی سرکاری زبان فارسی تھی۔ اس زمانے کا دستور تھا کہ بادشاہ جو زبان استعمال کرتا تھا وہی لوگوں (عوام) کی زبان ہوتی تھی۔ عربی کو برصغیر میں بہت کم لوگ جانتے اور سمجھتے تھے کیونکہ اکبر اعظم نے جب دینِ الٰہی کی تبلیغ کی تو اس نے نہ صرف عربی پڑھنے اور بولنے پر پابندی لگا دی تھی بلکہ عربی بولنے والے کو سزا بھی دینی شروع کر دی تھی۔ یہی وجہ ہے عربی زبان آہستہ آہستہ ختم ہو گئی۔

چونکہ عوام فارسی زبان سمجھتے اور بولتے تھے اس لئے شاہ ولی اللہؒ نے قرآن پاک کی تعلیمات کو عام کرنے اور اسے آسان بنانے کے لئے قرآن پاک کا فارسی میں ترجمہ کر دیا۔ آپ کا یہ کارنامہ تاریخ میں تاقیامت سنہری حرفوں میں لکھا جائے گا۔ ہندی مسلمانوں پر آپ کا یہ اتنا بڑا احسان تھا کہ اسے فراموش نہیں کیا جا سکتا، مگر آپ کی اس کوشش پر علماء سوء اور دربار شاہی سے منسلک مولویوں کا ایک طبقہ آپ کے خلاف ہو گیا، جیسا کہ شروع میں تحریر کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے اپنے روزگار کو خطرے میں دیکھ کر شہر کے غنڈوں کی مدد سے آپ کو قتل کرانے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ آپ سے دینِ حق کے لئے خدمات لینی تھیں اس لئے آپ اور آپ کے ساتھی اس قاتلانہ حملے میں محفوظ رہے۔ اس کے علاوہ آپ نے احادیثِ نبوی کا بھی فارسی میں ترجمہ کیا، جس کے طفیل پاکستان و بھارت کے مسلمان آج بھی ان کی خدمات سے استفادہ کر رہے ہیں کیونکہ جن احادیث اور قرآنی تفاسیر کا ہم مطالعہ کرتے ہیں وہ آپ کے فارسی ترجمہ سے ہی اردو میں منتقل کی گئی ہیں۔

اسلامی حکومت کا تصوّر:

آپ نے دین کو نہ صرف ہندی مسلمانوں کے لئے آسان بنایا، بلکہ انہیں حقیقی اسلامی حکومت سے بھی روشناس کرایا جس پر عمل کر کے خلفائے راشدین نے فلاحی ریاست کا تصور پیش کیا تھا۔ آپ سکھوں، مرہٹوں اور انگریزوں سے نجات حاصل کر کے برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کے لئے ایسی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے جہاں اسلام کا بول بالا ہو اور مسلمانوں کو مساویانہ حقوق حاصل ہوں۔

(باقی آئندہ)

نقد و نظر

زاہد بلند شہری

تحفۂ علم و حکمت

بے راہ روی کے اس دورِ پُرفتن میں تبلیغِ دین اپنی جگہ جہاد سے کم نہیں ہے۔ زبان سے جہاد کا یہ دور رہا نہیں کیونکہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں لکھی ہوئی بات دل پر زیادہ اثر کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی مسلمان کو گفتار کی بجائے کردار کا غازی دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے اور جو مسلمان گفتار و کردار دونوں کا مجاہد و غازی ہو تو پھر اللہ کا اس سے راضی ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہوتا ہے۔

چودھویں صدی ہجری کے ابتدائی عشروں میں برّصغیر کے معدودے چند چوٹی کے مدارس دینیہ کی کوکھ سے بہت سے عالم، مشائخ اور راہبر پیدا ہوئے۔ اسی لئے محض گفتار کا غازی ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر اقبال کا وجود اس دور میں بھی قابلِ تعریف نہیں تھا۔ آج جب ہم دیکھتے ہیں کہ شاگردِ اقبال کی پیروی کرنے والے گفتار کے غازی تو آسمان کے ستاروں کی مانند ان گنت ہیں۔ لیکن امتِ مسلمہ کی راہبری و راہنمائی کے لئے عالمِ باعمل کی تشویشناک حد تک تعطل ہے تو ہمیں تعطل کے اس دھندلکے میں مولانا محمد اسحاق خان کی شکل میں امید و یاس کی ایک کرن نظر آتی ہے۔

موصوف جہاں بے پناہ خوبیوں کے حامل ہیں وہاں وہ رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات ہونے کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر کی اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی ہیں۔ جلی قلم سے درج بالا عنوان موصوف کی اس کاوش کے نچوڑ کا نام ہے جو کتاب کی شکل میں میرے سامنے ہے۔

۵۴۴ صفحے کی اس کتاب میں پچاس احادیث مبارکہ کی اردو شرح ہے۔ ان پچاس حدیثوں میں سے چالیس امام محی الدین النوویؒ کی ہیں اور دس امام ابن رجب حنبلیؒ کی منتخب کردہ ہیں۔ ان پر شرحیں تو اور لوگوں نے بھی لکھی ہیں۔ لیکن اس کو پڑھ کر مؤلف کی علمی و تحقیقی صلاحیتوں کا پہلو اجاگر ہوتا ہے۔

مؤلف مولانا محمد اسحاق صاحب کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم پلندری و امیر جمعیۃ علماء آزاد کشمیر فرماتے ہیں:

"مولانا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی خاص عنایات سے نوازا ہے۔ ذہانت و فطانت اور فہم و فراست کی فراوانی، تحریر و قلم کی روانی، عمل و کردار کی خوگری اور وفورِ علم و فضل کے ساتھ ساتھ قدرت نے جذبۂ تحقیق و تالیف کی نعمت سے بھی نوازا ہے۔"

میں سمجھتا ہوں کہ مؤلف کے استاذ کی رائے حتمی رائے ہے۔ مؤلف نے آزاد کشمیر کے مدرسہ سے تعلیم پائی اور بعد میں وفاق المدارس سے امتحان اچھے درجے میں پاس کیا۔ بعد ازاں چار سال مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ وہ اب اسلامک مشن برائے متحدہ امارات اور اسلامی نظریاتی کونسل جموں و کشمیر میں بطور رکن خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مؤلف نے پچاس احادیث مبارکہ کی جس نہج سے شرح لکھی ہے یہ انہی کا خاصہ ہے۔ ہر حدیث کے تمام پہلوؤں کو کھول کر بیان کیا ہے۔ مخالفین و فتنہ پردازوں کے لئے رخنہ کی کہیں بھی گنجائش نہیں چھوڑی، خصوصاً بدعت کے بارے میں جس طرح بیان کیا ہے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ بدعت سیئہ اور بدعت حسنہ کے وجود اور عدم وجود اور جائز و ناجائز کی وضاحت بھی بڑے فاضلانہ انداز میں کی ہے۔ دورِ حاضر کے مسئلے نور و بشر اور بشریت و عبدیت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

اس کتاب میں مولانا اسحاق صاحب نے اس مشہور "وصیت نامے" کی بھی قلعی کھول کر رکھ دی جس میں مضمون یہ ہوتا ہے: "مدینہ منورہ سے شیخ احمد فرماتے ہیں کہ قیامت آنے والی ہے اور وغیرہ وغیرہ۔ سچ تو یہ ہے کہ میں خود بھی اس

وصیت نامہ کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں کئی برس سے کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا۔ بحمداللہ آج "تحفہ علم و حکمت" کی بدولت اس اذیت سے نجات مل گئی ہے۔

علاوہ ازیں اس کے، اللہ کے ولیوں سے دشمنی۔ خطاء و نسیان۔ خواہشاتِ نفسانیہ مغفرت و بخشش۔ نشہ آور چیز حرام ہے۔ حرمت رضاعت میراث کے اصول۔ توکل حقیقت و اہمیت اور حیثیت۔ منافق و نفاق حقیقت و قسمیں۔ دروغ گوئی۔ مفہوم امانت ترتیب کم خوری۔ صدقہ کی قسمیں اطاعت امراء اور بدعات سے بچاؤ۔ شطر الایمان، جنت کی کنجی اور اس کے دندانے۔ شبہات و شہوات دو خطرناک صیہونی ہتھیار۔ قتل و ذبح۔ دعا معرفت اللہ سے کھوٹ غضب و غصہ کی قباحت۔ بدعت سر درد ہے۔ تخلیق آدم مسئلہ علم غیب ایسے عنوانات پر مشتمل حدیثوں کی شرح بموسوم "علم و حکمت" ایک خطیر علمی ذخیرہ ہے۔ پوری کتاب کی کتابت قابل دید ہے۔ عموماً مذہبی امور پر لکھی جانے والی کتابوں کی کتابت اتنی اچھی دیکھنے میں نہیں آتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ محترم مولوی عبدالعزیز صاحب خوشنویس کتاب ہذا نے کتابت کرتے وقت اپنی قلمی صلاحیتوں کا پورا پورا استعمال کیا ہے۔ کتاب کی ترتیب بھی بڑی دلکش ہے۔ خالی جگہوں کو خوبصورت بیل بوٹوں اور دیگر سجاوٹ کے چھوٹے چھوٹے نمونوں سے پُر کیا گیا ہے جو منہ سے بول اٹھتے ہیں۔ دوران تحریر اہم جملوں اور ناموں کو خط کشیدہ کر دیا گیا ہے۔ ہر حدیث کا متن خوبصورت بیل دار نمونے کے درمیان بڑے سلیقے سے لکھا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤلف خوشنویس اور دیگر معاون حضرات کسی بھی کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں کسقدر سوجھ بوجھ کے مالک ہیں۔ کتاب کا فلیپ برادرم عبدالحفیظ بن عبدالعزیز نے لکھا ہے۔

مؤلف نے عرض مؤلف میں روایتی عجز و انکساری سے کام لیا ہے۔ تقاریظ میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مہتمم دارالعلوم مدینہ کی سماحۃ الشیخ عبداللہ علی المحمود حفظہ اللہ صدر مرکز مدرسہ دعوت اسلامیہ شارقہ متحدہ عرب امارات فضیلۃ الشیخ عمر بن عبدالعزیز العثمان ڈائریکٹر اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات اور فضیلۃ الشیخ عبدالحمید بن عبدالمحسن المصری الازہری رکن اسلامک مشن برائے متحدہ عرب امارات کی تقاریظ شامل ہیں۔

مؤلف مولانا محمد اسحاق صاحب کا تعارف عبدالحفیظ بن عبدالعزیز نے جس تفصیل اور اچھوتے انداز سے لکھا ہے وہ تعارف کے علاوہ ادیبانہ اندازِ تحریر کا بھی نمونہ ہے۔

آخر میں عبدالحفیظ بن عبدالعزیز نے بیس صفحات پر مشتمل حروف تہجی کے اعتبار سے اشاریہ ترتیب دے کر میری دانست میں بہت بڑا کام کیا ہے۔ حروف تہجی کے اعتبار سے کوئی بھی چیز بآسانی دیکھی جا سکتی ہے۔ اس قسم کی اضافی چیزیں کتابوں میں خال خال ہی نظر آتی ہیں۔

کاغذ نہایت عمدہ اور سفید ہے۔ جلد بھی مضبوط گتے کی ہے۔ آرٹ پیپر پر چھپا ہوا سرورق علیحدہ سے لگایا گیا ہے۔ سرورق کے آخری حصے میں درج بالا اصحاب کی تقاریظ کا اجمالی خاکہ دیا گیا ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب دور حاضر میں واقعی علم و حکمت کا خزانہ ہے جو محض ۵۴۴ صفحات میں سمو دیا گیا ہے۔ اگر اس طرح کی اور کاوش منظر عام پر آجائے تو کوئی وجہ نہیں کہ امت مسلمہ دینی امور کی بجا آوری کے سلسلے میں چودہ سو سال پہلے کی طرف نہ لوٹے۔

مولانا محمد اسحاق صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے یہ کتاب تالیف کر کے قوم کو لاتعداد مسئلوں کی دلدلوں سے باہر نکال دیا ہے۔ الحمدللہ تحفہ علم و حکمت کے مؤلف کا تعلق علماء حق کے قافلے سے ہے جو کہ پڑھنے والوں کے لئے باعث سعادت ہے۔

کتاب کی قیمت پچاس روپے ہے جو کہ مناسب ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{8}$ ہے۔ کتاب ادارہ نشر و اشاعت دارالعلوم تعلیم القرآن پلندری پونچھ آزاد کشمیر، مدرسہ عربیہ اشاعت الاسلام منگ پونچھ آزاد کشمیر، الدا اسلامک مشن سنٹر برائے یو۔ اے۔ ای پوسٹ بکس ۵۱۵۲ دوبئی اور مکتبہ عزیزیہ سلطان پورہ این۔ ای گلی نمبر ۱۷ راولپنڈی شہر کے پتوں سے دستیاب ہے۔

آپ کی خدمت میں پیش پیش
عمدہ کام خوبصورت ڈیزائن
مہران گولڈن ہاؤس
ہر قسم کے خوبصورت
دیدہ زیب اور اعلیٰ قسم
کے ڈیزائن کے خالص سونے
کے زیورات بازار سے بارعایت
آرڈر پر بنوانے کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں
پروپرائٹر: محمد بخش اینڈ منظور احمد
ریلوے روڈ۔ پڈ عیدن
ضلع نواب شاہ (سندھ)

ادارہ ترجمان اسلام کے
چیف رپورٹر
جناب راؤ منور احمد خان
مختلف اضلاع کے تفصیلی دورے پر ہیں (ادارہ)

ترجمانِ اسلام
میں
اشتہار
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(ادارہ)

طلباء کی ڈائری — محمد ادریس

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی جدوجہد کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی انقلاب کے لئے اپنی تمامتر صلاحیتیں وقف کردیں

جمعیۃ طلبہ سلام پاکستان کے مرکزی چیف آرگنائزر ندیم اقبال اعوان نے ۱۲ ربیع الاول کو طلبہ کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انقلابی جدوجہد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تمامتر صلاحیتیں اسلامی انقلاب کے لئے وقف کر دیں —— انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہماری زندگیوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ سیرت رسول ؐ کے آئینے میں اپنی زندگیوں کی تعمیر کریں اور اپنی زندگیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلابی مشن کے لئے وقف کر دیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام کی کامیابیاں

جمعیۃ طلبہ سلام پاکستان نے گذشتہ دنوں ہونے والے سٹوڈینٹس یونینوں کے انتخابات میں بھرپور حصہ لیا۔ صوبہ سرحد کی طرح صوبہ پنجاب میں بھی جمعیۃ طلبہ سلام کے نمائندے کامیاب ہوئے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق سرگودھا کے گورنمنٹ کالج سرگودھا میں جوائنٹ سکریٹری کے جمعیۃ طلبہ سلام کے نامزد امیدوار ملک خالد بشیر بھاری اکثریت سے جیت گئے جبکہ اس کے علاوہ سال چہارم کے کلاس نمائندہ شوکت رضوان سال سوم کے کلاس نمائندہ محمد نواز گوندل اور سال اوّل کے سید طیب حسین شاہ جمعیۃ طلبہ اسلام کے امیدوار تھے جو کامیاب ہوئے۔

گورنمنٹ انبالہ مسلم کالج سرگودھا میں جمعیۃ طلباء سلام نے نائب صدر کا انتخاب بلامقابلہ جیت لیا۔ بعد ازاں ان کے اعزاز میں ایک عصرانہ دیا گیا۔ کامیاب ہونے والے ساتھیوں نے جمعیۃ طلبہ سلام کے پروگرام کو آگے بڑھانے کا عہد کیا اور سابق صدر جمعیۃ طلبہ سلام سرگودھا رانا افضال اور ممتاز راجہ نے ان ساتھیوں کو مبارکباد دی۔

لاہور:

جمعیۃ طلبہ سلام پاکستان صوبہ پنجاب کی تنظیمی کمیٹی کے سیکرٹری جناب عبدالخالق ندیم سال سوم کے کونسلر منتخب ہوگئے ہیں جبکہ وہ گورنمنٹ کالج لاہور کی مجلس علوم اسلامیہ کے نائب صدر پہلے ہی منتخب ہو چکے ہیں — جمعیۃ طلبہ سلام لاہور کے کارکن جناب عبداللطیف عثمانی اسلامک سوسائٹی اسلامیہ کالج سول لائنز کے صدر پہلے ہی منتخب ہو چکے ہیں۔

جہانیاں

جمعیۃ طلبہ سلام پاکستان جہانیاں کا ایک اجلاس مدرسہ جامعہ رحمانیہ میں منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا مفتی محمد شفیع نے کی۔ مہمان خصوصی خادم حسین ڈھلوں ۔۔۔ کنوینر جمعیۃ طلبہ سلام جہانیاں تھے۔ مقامی کنوینر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک وملت کی ترقی کا انحصار تعلیمی اداروں میں پروان چڑھنے والی نئی نسل پر ہوتا ہے۔ اگر نئی نسل کی تعلیم وتربیت صحیح طریقے سے نہ کی جائے تو ان میں اعلیٰ صلاحیتیں نہ ابھر سکیں گی۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ طلبہ سلام کا مقصد غیر اسلامی اقدار کی بیخ کنی کے بعد مکمل اسلامی اقدار کا غلبہ ونفاذ ہے۔

جمعیۃ طلبہ سلام پاکستان جھاوریاں شاخ کا ایک اجلاس منعقد ہوا اس کے بعد گورنمنٹ کالج سرگودھا میں سٹوڈنٹس یونین کے انتخابات میں کامیاب ہونے والے ساتھیوں کے اعزاز میں عصرانہ دیا گیا جس میں ساٹھ سے زیادہ طلبہ نے شرکت کی۔ طلبہ کے اجلاس میں خواجہ طارق محمود سابق صدر جھاوریاں، رانا افضال احمد سابق صدر ضلع سرگودھا اور سٹوڈنٹس یونین کے نو منتخب جوائنٹ سیکرٹری ملک خالد بشیر اور مقامی طالب علم راہنما مہر عمر دراز نے علماء حق کے شاندار ماضی پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ علماء حق ہی ہیں جن کے زیر سایہ ہم اسلام کے اصل اصولوں کو سمجھ سکتے ہیں اور انہی کی قیادت میں ہم سچے پاکستانی اور سچے مسلمان بن سکتے ہیں۔ مقامی طلبہ نے منتخب نمائندوں کو مبارکباد پیش کی اور خوش آمدید کہا۔

ضلعی راہنماؤں کا دورہ

جمعیۃ طلبہ سلام ضلع جیکب آباد سندھ کے

راہنماؤں جناب عبد القادر بلوچ اور جناب شبیر احمد نے گندہ کوٹ، عمو شہر۔ چھچھی بنڈہ شاخوں کا دورہ کیا۔ ان کے ہمراہ گندہ کوٹ کے ناظم نشریات محمد عثمان اوگاہی بھی تھے۔ انہوں نے مقامی شاخوں کے ریکارڈ کا معائنہ کیا اور انہیں ہدایات دیں۔

ھنگو (ضلع کوہاٹ)

جمعیۃ طلبہ اسلام ہنگو کا مقامی ہفتہ وار اجلاس ہوا جس میں جناب شول نے جمعیۃ کا تعارف نظام الدین نے ہماری دعوت، ترنگل اور محمد دین نے صحابہ کرام رض کی زندگیوں کے عنوانات سے خطاب کیا۔

شکارپور

جمعیۃ طلبہ اسلام شکارپور کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان سیرۃ النبی کانفرنس ہوئی۔ اس موقع پر مولانا حبیب اللہ چنہ نے کہا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمارے قائد اعظم ہیں۔ وہ پوری انسانیت کے قائد ہی نہیں بلکہ انسانیت کے ہادی و مرشد ہیں، عظیم قافلۂ انبیاءؑ کے سالار اعظم ہیں۔ ان کی زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ جلسہ سے وزیر الدین شیخ نے بھی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر روشنی ڈالی۔

قنبر (ضلع لاڑکانہ)

جمعیۃ طلبہ اسلام قنبر ضلع لاڑکانہ کا ایک اجلاس مولانا حبیب اللہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ حبیب اللہ نے کہا کہ اللہ کا یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے انسانیت کی ہدایت کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے ہادی و رہنما بنا کر بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ انسانیت کی کامیابی و عروج کا راز اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مضمر ہے۔

جمعیۃ طلبہ اسلام قنبر کے راہنما جناب حافظ محمد عباس چنہ نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے پروگرام پر روشنی ڈالی اور کہا کہ جمعیۃ ہی واحد تنظیم ہے جو علماء حق کی راہنمائی میں اسلامی اقدار کے احیاء کے لئے شب و روز کام کر رہی ہے۔

چھچھی بنڈہ (ضلع جیکب آباد)

جمعیۃ طلبہ اسلام چھچھی بنڈہ ضلع جیکب آباد شاخ کا ایک اجلاس محمد شفیع سمیجو کی صدارت میں ہوا جس میں شبیر احمد ڈھل مہمان خصوصی تھے۔ اجلاس سے جناب اسد اللہ، غلام رسول عبد الخالق اوگاہی اور شفیع محمد بلوچ نے خطاب کیا

انتخاب جھاوریاں

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان جھاوریاں کے انتخاب:

صدر	اسد عباس
نائب صدر	محمد ممتاز
؍ ؍ دوم	محمد ریاض
ناظم عمومی	محمد اسمٰعیل
؍ اطلاعات	محمد ایوب
ناظم	منور اقبال
خازن	عبد الخالق ندیم

ضلعی حضرات کے نام

۱۔ جن اضلاع کے ابھی تک انتخابات نہیں ہوئے وہ فوری طور پر ضلعی مجلس عمومی کی میٹنگ بلا کر صوبائی ناظم عمومی کو مرکزی دفتر کے پتہ پر مطلع کریں۔

۲۔ جن اضلاع کے انتخابات ہو چکے ہیں وہ فوری طور پر صوبائی مجلس عمومی کے اراکین کی فہرست دستور کے مطابق مرتب کر کے ارسال کریں۔

۳۔ صوبہ پنجاب سے متعلق تمام خط و کتابت صوبائی ناظم عمومی کے نام مرکزی دفتر کے پتہ پر ارسال کریں۔

۴۔ جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے کنوینر خالد محمود ڈوگر سے پنجاب یونیورسٹی کے لاء کالج ہوسٹل کمرہ ۱۹۸ میں رابطہ قائم کریں۔

پروگرام ضلع انتخابات

۲۸ جنوری — لنگر گرہ ضلع سیالکوٹ
شرکاء۔ خالد محمود ڈوگر
میاں ریاض شاہد
۳۱ ؍ ؍ — رحیم یار خان
خالد محمود ڈوگر
ضلع پنجاب بمقام خانپور
یکم فروری — بہاولپور، خالد محمود ڈوگر
۲ ؍ ؍ — بہاولنگر تنظیمی دورہ

مقابلہ مضمون نویسی

اسٹوڈنٹس اکیڈمی لاہور کے زیر اہتمام نئی صدی ہجری کے سلسلے میں کل پاکستان مضمون نویسی کا مقابلہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

درج ذیل عنوانات پر مضامین ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ تک مندرجہ ذیل پتہ پر پہنچ جائیں۔

مضمون کے ساتھ ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کے دستخط مع مہر ثبت ضروری ہے۔ مقابلہ میں اول، دوم، سوم آنے والوں کو تین تین کتابوں کے سیٹ دیئے جائیں گے یا نقد ۱۰۰/- روپے، ۷۵/- روپے اور ۵۰/- روپے دیئے جائیں گے۔ عنوانات درج ذیل ہیں:

- خاتم النبیین ﷺ بطور معلم
- ؍ ؍ سپہ سالار
- ؍ ؍ محسن انسانیت

مقابلے کے لئے آنے والے مضمون کے ساتھ ۵/- روپے کا پوسٹل آرڈر بنام اسٹوڈنٹس اکیڈمی آنا ضروری ہے۔ پوسٹل آرڈر کے بغیر مضمون مقابلہ میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ مضمون صاف اور کاغذ کے ایک طرف لکھے ہوں۔ انعام یافتہ اور امتیازی حیثیت حاصل کرنے والے مضامین کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔

پتہ: اسٹوڈنٹس اکیڈمی لاہور
معرفت پوسٹ بکس نمبر ۲۰۳۴
جی۔ پی۔ او۔ لاہور